جمعۃ المبارک 17؍مارچ 2023ء | 24؍شعبان 1444 ہجری قمری | 17؍امان 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:65

فرمانِ رسولؐ

روایت میں ذکر آتا ہے کہ ایک یہودی سردار کی بہن نے آپؐ کو ایک بھنی ہوئی ران پیش کی اور اس پر اچھی طرح زہر لگا دیا۔ آپؐ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھ کر اس کو کھانے لگے۔ کچھ صحابہؓ نے پہلے بھی کھانا شروع کر دیا۔ لیکن آپؐ نے جب منہ میں لقمہ ڈالا تو فوراً پتہ لگ گیا۔ آپؐ نے فوراً کہا کہ اس کو چھوڑ دو۔ اس یہودیہ کو بلایا گیا۔ تو اس نے تسلیم کیا اور پھر وہ کہنے لگی کہ آپؐ کو کس نے بتایا ہے؟ آپؐ نے گوشت کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اس نے۔ پھر آپؐ نے اس سے پوچھا تمہارا اس سے مقصد کیا تھا تم کیا چاہتی تھی؟ ہمیں کیوں ہلاک کرنا چاہتی تھی؟ تو کہتی ہے کہ میرا خیال تھا کہ اگر آپؐ اللہ کے نبی ہیں، رسول ہیں تو اس زہر سے آپؐ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس زہر سے محفوظ رکھے گا اور اگر نہیں تو ہماری جان چھوٹ جائے گی۔

(ابو داؤد کتاب الدیات باب فی من سقی رجلا …… حدیث نمبر 4510)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

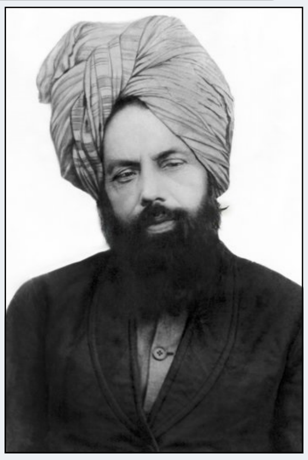

سورۃ الفیل نے رسول اللہؐ کا علو اور مرتبہ ظاہر کیا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک سورۃ بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عُلو اور مرتبہ ظاہر کیا ہے اور وہ سورۃ ہے اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؕ﴿۲﴾ (الفیل:2) یہ سورۃ اس حالت کی ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مصائب اور دکھ اٹھا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس حالت میں آپؐ کو تسلی دیتا ہے کہ میں تیرا مؤید و ناصر ہوں۔ اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب الفیل کے ساتھ کیا کیا؟ یعنی ان کا مکر الٹا کر ان پر ہی مارا اور چھوٹے چھوٹے جانوران کے مارنے کے لئے بھیج دیئے۔ ان جانوروں کے ہاتھوں میں کوئی بندوقیں نہ تھیں بلکہ مٹی تھی۔ سِجِّیۡل بھیگی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ قرار دیا ہے اور اصحاب الفیل کے واقعہ کو پیش کرکے آپ کی کامیابی اور تائید اور نصرت کی پیشگوئی کی ہے۔ یعنی آپ کی ساری کارروائی کو برباد کرنے کے لئے جو سامان کرتے ہیں اور تدابیر عمل میں لاتے ہیں ان کے تباہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ان کی ہی تدبیروں کو اور کوششوں کو الٹا کر دیتا ہے، کسی بڑے سامان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے ہاتھی والوں کو چڑیوں نے تباہ کر دیا ایسا ہی یہ پیشگوئی قیامت تک جائے گی۔ جب کبھی اصحاب الفیل پیدا ہو تب ہی اللہ تعالیٰ ان کے تباہ کرنے کے لئے ان کی کوششوں کو خاک میں ملا دینے کے سامان کر دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 110 جدید ایڈیشن)

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدۡ سَبَقَتۡ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۷۲﴾ۚۖ اِنَّہُمۡ لَہُمُ الۡمَنۡصُوۡرُوۡنَ ﴿۱۷۳﴾۪ وَاِنَّ جُنۡدَنَا لَہُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۱۷۴﴾

(الصّٰٓفّٰت: 172- 174)

ترجمہ: اور بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں ہمارا یہ فرمان گزر چکا ہے کہ یقیناً وہی ہیں جنہیں نصرت عطا کی جائے گی اور یقیناً ہمارا لشکر ضرور غالب آنے والا ہے۔

فرمان خلیفۂ وقت

اللہ کی نصرت کے وعدے ہم اپنی زندگیوں میں پورا ہوتا ہوا دیکھیں اور وہ ہماری زندگیوں کا حصہ بھی بنیں

اب اللہ تعالیٰ نے اپنی اس تائید و نصرت کے لئے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند اور عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے اور اس کے ذریعہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ تائید و نصرت فرماتا رہے گا ہمارا بھی یہ کام ہے کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے طلبگار ہوتے ہوئے اپنے ایمان کو مضبوط کرتے چلے جائیں اور جو وعدے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے ہیں اُن کو ہم کسی تکبّر یا عقل یا کسی اور وجہ سے ضائع کرنے والے نہ ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہماری زندگیوں میں نظر نہ آئیں بلکہ ہمارے دلوں میں کبھی اس کا شائبہ بھی پیدا نہ ہو اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق ہیں اس حیثیت سے جو اللہ تعالیٰ نے نصرت کے وعدے فرمائے ہیں ان کو ہم اپنی زندگیوں میں پورا ہوتے بھی دیکھیں اور ہماری زندگیوں کا وہ حصہ بھی بنیں۔

(خطبہ جمعہ 23؍جون 2006ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- لوائے مصطفیٰؐ تھامے (منظوم)
- كُلُّ اُمَّةٍ تُدۡعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا (الجاثیۃ:29)
- رمضان میں اپنے جائزے لیں
- احمدیت کا فضائی دور
- ذکر الٰہی، درود شریف اور استغفار
- صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
- میرے پیارے ابو میر ثناء اللہ ناصر بٹ مرحوم
- زلزلہ کی پیشگوئی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کا یقین
- ریجنل اجتماع لجنہ اماء اللہ واگا ڈوگو برکینا فاسو

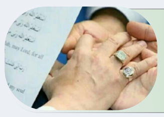

دربارِ خلافت

محمدؐ عظیم الشان خوبیوں کے حامل انسان

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

Sir Thomas Carlyle آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّی ہونے کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ’’ایک اور بات ہمیں ہر گز بھولنی نہیں چاہئے کہ اُسے کسی مدرسہ کی تعلیم میسر نہ تھی۔ اس چیز کو جسے ہم سکول لرننگ (School Learning) کہتے ہیں، ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ لکھنے کا فن تو عرب میں بالکل نیا تھا۔ یہ رائے بالکل سچی معلوم ہوتی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی خود نہ لکھ سکا۔ اس کی تمام تر تعلیم صحراء کی بود و باش اور اس کے تجربات کے گرد گھومتی ہے۔ اس لامحدود کائنات، اپنے تاریک علاقہ اور اپنی انہی مادی آنکھوں اور خیالات سے وہ کیا کچھ حاصل کر سکتے تھے؟ مزید حیرت ہوتی ہے جب دیکھا جائے کہ کتابیں بھی میسر نہ تھیں۔ عرب کے تاریک بیابان میں سُنی سُنائی باتوں اور اپنے ذاتی مشاہدات کے علاوہ وہ کچھ بھی علم نہ رکھتے تھے۔ وہ حکمت کی باتیں جو آپ سے پہلے موجود تھیں یا عرب کے علاوہ دوسرے علاقہ میں موجود تھیں، ان تک رسائی نہ ہونے کے باعث وہ آپ کے لئے نہ ہونے کے برابر تھیں۔ ایسے حکام اور علماء میں سے کسی نے اس عظیم انسان سے براہِ راست مکالمہ نہیں کیا۔ وہ اس بیابان میں تنِ تنہا تھے اور یونہی قدرت اور اپنی سوچوں کے محور میں پروان چڑھا۔‘‘

(Six Lectures by Thomas Carlyle, Edition 1846, Lecture 2 page 47)

پھر آپؐ کی شادی کے بارے میں اور آپ کے گھریلو تعلقات کے بارہ میں لکھتا ہے کہ وہ کیسے خدیجہ کا ساتھی بنا؟ کیسے ایک امیر بیوہ کے کاروباری امور کا مہتمم بنا اور سفر کر کے شام کے میلوں میں شرکت کی؟ اُس نے یہ سب کچھ کیسے کر لیا؟ ہر ایک کو بخوبی علم ہے کہ اُس نے یہ انتہائی وفاداری اور مہارت کے ساتھ کیا۔ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے دل میں اُن کا احترام اور ان کے لئے شکر کے جذبات کیونکر پیدا ہوئے؟ ان دونوں کی شادی کی داستان، جیسا کہ عرب کے مصنفین نے ذکر کیا ہے، بڑی دلکش اور قابلِ فہم ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر 25 سال تھی اور خدیجہ کی عمر 40 سال تھی‘‘۔ پھر لکھتا ہے کہ ’’معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس محسنہ کے ساتھ انتہائی پیار بھری، پرسکون اور بھرپور زندگی بسر کی۔ وہ خدیجہ سے حقیقی پیار کرتے تھے اور صرف اُسی کے تھے۔ اس کو جھوٹا نبی کہنے میں یہ حقیقت روک ہے کہ آپ نے زندگی کا یہ دور اس انداز سے گزارا کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا۔ یہ دور انتہائی سادہ اور پُرسکون تھا یہاں تک کہ آپ کی جوانی کے دن گزر گئے۔‘‘

(Six Lectures by Thomas Carlyle, Edition 1846, Lecture 2 page 48)

پھر Thomas Carlyle ہی لکھتے ہیں کہ: ’’ہم لوگوں یعنی عیسائیوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پُرفن اور فطرتی شخص اور جھوٹے دعویدارِ نبوت تھے اور ان کا مذہب دیوانگی اور خام خیالی کا ایک تودہ ہے، اب یہ سب باتیں لوگوں کے نزدیک غلط ٹھہرتی چلی جاتی ہیں‘‘۔ کہتا ہے ’’جو جھوٹ باتیں متعصب عیسائیوں نے اس انسان یعنی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت بنائی تھیں اب وہ الزام قطعاً ہماری رُوسیاہی کا باعث ہے اور جو باتیں اس انسان (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی زبان سے نکالی تھیں، بارہ سو برس سے اٹھارہ کروڑ آدمیوں کے لئے بمنزلہ ہدایت کے قائم ہیں‘‘۔ (جب یہ انیسویں صدی میں تھا، اُس وقت کی باتیں ہیں)۔ ’’اس وقت جتنے آدمی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد رکھتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کسی کے کلام پر اس زمانے کے لوگ یقین نہیں رکھتے۔ میرے نزدیک اس خیال سے بدتر اور ناخدا پرستی کا کوئی دوسرا خیال نہیں ہے کہ ایک جھوٹے آدمی نے یہ مذہب پھیلایا۔‘‘ (یعنی یہ بالکل غلط چیز ہے)۔

(Six Lectures on Heroes,Hero-Worship and the Heroic in History by Thomas Carlyle)

پھر ایک فرنچ فلاسفر لامانٹین (Lamartine) اپنی کتاب ’’ہسٹری آف ٹرکی‘‘ (History of Turkey) میں لکھتا ہے کہ: ’’اگر کسی شخص کی قابلیت کو پرکھنے کیلئے تین معیار مقرر کئے جائیں کہ اُس شخص کا مقصد کتنا عظیم ہے، اُس کے پاس ذرائع کتنے محدود ہیں اور اُس کے نتائج کتنے عظیم الشان ہیں تو آج کون ایسا شخص ملے گا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مقابلہ کرنے کی جسارت کرے۔ دنیا کی شہرہ آفاق شخصیات نے صرف چند فوجوں، قوانین اور سلطنتوں کو شکست دی اور انہوں نے محض دنیاوی حکومتوں کا قیام کیا اور اُن میں سے بھی بعض طاقتیں اُن کی آنکھوں کے سامنے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئیں۔ مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ صرف دنیا کی فوجوں، قوانین، حکومتوں، مختلف اقوام اور نسلوں بلکہ دنیا کی کل آبادی کے ایک تہائی کو یکجا کر دیا۔ مزید برآں اُس نے قربانگاہوں، خداؤوں، مذاہب، عقائد، افکار اور روحوں کی تجدید کی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بنیاد صرف ایک کتاب تھی جس کا حرف حرف قانون بن گیا۔ اُس شخص نے ہر زبان اور ہر نسل کو ایک روحانی تشخص سے نوازا۔‘‘

پھر لکھتا ہے: ’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک فلسفہ دان، خطیب، پیغمبر، قانون دان، جنگجو، افکار پر فتح پانے والا، عقلی تعلیمات کی تجدید کرنے والا، بیسیوں ظاہری حکومتوں اور ایک روحانی حکومت کو قائم کرنے والا شخص تھا۔ انسانی عظمت کو پرکھنے کا کوئی بھی معیار مقرر کر لیں، کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑھ کر کبھی کوئی عظیم شخص پیدا ہوا؟‘‘

History of Turkey by A.De Lamartine,New York:D.Appleton and Company,346&348)

(155-Broadway, 1855. vol.1 pp.154

(خطبہ جمعہ 5/ اکتوبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

لوائے مصطفیٰؐ تھامے

ہمیں سب غم اٹھانے ہیں لوائے مصطفیٰؐ تھامے
مگر پھر گیت گانے ہیں لوائے مصطفیٰؐ تھامے

خدا نے جو اتاری ہے اسی مشعل کی جگ مگ سے
اندھیرے سب مٹانے ہیں لوائے مصطفیٰؐ تھامے

چلے ہیں عزم یہ لے کر سبھی رستے صداقت کے
زمانے کو دکھانے ہیں لوائے مصطفیٰؐ تھامے

خلافت کی اطاعت کے، محبت کے، عقیدت کے
میسر سب خزانے ہیں لوائے مصطفیٰؐ تھامے

پڑے ہیں آج بھی، یارو! جو غفلت کے لحافوں میں
وہ سوئے سب جگانے ہیں لوائے مصطفیٰؐ تھامے

نہ رکنا ہے، نہ جھکنا ہے کسی بھی ظلم کے آگے
قدم آگے بڑھانے ہیں لوائے مصطفیٰؐ تھامے

سنو زاہد! سدا جاری ہیں اب چشمے خلافت کے
یہ ہم نے راز جانے ہیں لوائے مصطفیٰؐ تھامے

سید طاہر احمد زاہد

اداریہ

كُلُّ اُمَّةٍ تُدۡعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا (الجاثیہ:29)

زیر نظر عنوان قرآن کریم کی سورۃ الجاثیہ آیت 29 کا ایک حصہ ہے۔ آیت کے اس ٹکڑے میں بیان مضمون کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے سیاق وسباق کی آیات کو مع ترجمہ جاننا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ تُدۡعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۹﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنۡطِقُ عَلَيۡكُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسۡتَنۡسِخُ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۳۰﴾

(الجاثیہ: 29-30)

یہاں ان دو آیات کا ترجمہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا ہے دیا جا رہا ہے۔

ترجمہ: اور تُو ہر امّت کو گھٹنوں کے بَل گرا ہوا دیکھے گا۔ ہر اُمّت اپنی کتاب کی طرف بلائی جائے گی۔ آج کے دن تم اس کی جزا دیئے جاؤ گے جو تم کیا کرتے تھے۔

یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے خلاف حق کے ساتھ کلام کرے گی۔ تم جو کچھ کرتے تھے ہم یقیناً اسے تحریر میں لے آتے تھے۔

- حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر صغیر میں اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے۔

ہر ایک قوم کو اپنی شریعت کی طرف بلایا جائے گا۔ اس دن تم کو تمہارے اعمال کے مطابق جزا دی جائے گی۔

- حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے یوں ترجمہ بیان فرمایا ہے۔

ہر ایک جماعت بُلالی جائے گی اس کی کتاب کی طرف (پھر ان کو سنایا جائے گا) آج تم کو بدلہ دیا جائے گا اس کا جو تم کرتے تھے۔

- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تفسیر صغیر میں اس آیت کے نیچے فُٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

ہر قوم کا پہلا فیصلہ اس کی شریعت کے مطابق ہو گا کیونکہ وہ دوسری شریعت کو تو جھوٹا سمجھتی تھی مگر کیا اپنی شریعت پر اس کا عمل تھا؟ موجودہ زمانہ میں دیکھو تو اس اصل کو مدنظر رکھ کر نہ مسلمان نجات پاتے ہیں، نہ عیسائی، نہ کوئی اور قوم۔ کیونکہ دوسری شریعتوں کو چھوڑ کر وہ اپنی شریعت پر بھی عمل نہیں کرتے۔

- اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سورۃ الجاثیہ کے تعارف میں تحریر فرمایا ہے۔

قیامت کے ہیبت ناک نشان دیکھ کر اور اپنے بد انجام کو اپنی آنکھوں کے سامنے پاتے ہوئے وہ گھٹنوں کے بل زمین پر جا پڑیں گے یعنی اللہ تعالیٰ کے جلال کے سامنے سجدہ ریز ہو کر یہ تمنا کریں گے کہ کاش! وہ اس عذابِ عظیم سے بچائے جا سکتے۔ پھر فرمایا کہ ہر اُمّت کا فیصلہ اس کی اپنی کتاب یعنی شریعت کے مطابق کیا جائے گا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 893)

اس مضمون کو واضح کرنے کے لیے تمہید کے طور پر یہ تمام تراجم مع تشریحات لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس اہم مضمون کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

اس سارے مضمون میں دو باتیں اہم ہیں۔

I. قیامت اٹل ہے جس میں ہر انسان کا حساب کتاب ہو گا۔

II. یہ حساب کتاب اس انسان کی شریعت کے مطابق ہو گا جس پر وہ ایمان لایا تھا۔

پہلے حصہ کو اگر قرآن کریم کے تناظر میں دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے ظہور کے ذکر کے ساتھ فرمایا لَا رَيۡبَ فِيۡهِ (النساء:88) کہ اس کے قیام میں کوئی شک نہیں، اس میں تمام بنی نوع انسان کو جمع کیا جائے گا اور فرداً فرداً حشر اجساد ہو گا۔ (الانعام)

احادیث میں بھی اس مضمون پر وافر مواد موجود ہے۔ بہت واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ ہر انسان کو آخری روز اس کے اعمال کے لیے جزا اور سزا ہو گی۔ جن کو سزا کے طور پر جہنم رسید کیا جائے گا۔ وہاں ان کے اعمال کے مطابق علاج ہو گا اور علاج مکمل ہونے کے بعد انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ گویا جہنم ایک ہسپتال کی طرح کے ہو گی جس میں مریضوں کا علاج ہو گا۔

اس سارے معاملہ میں جو بات نوٹ کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ آخری روز جب حشر اجساد ہو گا اس کا حساب کتاب اس کی شریعت کے مطابق ہو گا اور پوچھا جائے گا کہ تمہاری شریعت میں خدائے واحد و یگانہ کو هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی جاننے کی تعلیم اور اعتراف موجود ہے۔ کیا تم نے اپنی تمام زندگی اپنے اللہ کو وحدہ لاشریک متصور کیا؟ کہیں شرک تو نہیں کر بیٹھے؟ تمہارے دین میں نماز فرض قرار دی گئی تھی کیا تم پنجوقتہ نماز بر وقت اور تمام شرائط کے ساتھ ادا کرتے رہے؟ تمہارے دین میں تلاوت قرآن الفجر کا حکم ہے۔ کیا تم نے روزانہ تلاوت کی؟ تمہارے دین میں روزے اور زکوٰۃ فرض تھے۔ کیا تم نے اس کا حق ادا کیا؟ تمہارے دین میں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپؐ کی سیرت و شمائل کو اپنے اوپر لاگو کرنے کو کہا گیا تھا۔ کیا تم نے اس میں کوئی سُستی تو نہیں دکھلائی؟

علیٰ ھذا القیاس

اسلامی تعلیم کے حوالہ سے بہت سے سوالات بن سکتے ہیں یا بنائے جا سکتے ہیں۔ ہمیشہ اپنی شریعت کو سامنے رکھنا چاہیے اور اس کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔ اس امر کی کوشش کرنی چاہیے کہ اسلامی تعلیمات کا گوڑا رنگ اپنے اوپر چڑھائے رکھیں۔

خاکسار نے متعدد بار اس سے قبل اپنے اداریوں میں درخواست کی ہے کہ اپنے بزرگوں کی تقلید میں قرآنی احکام کی فہرست بنا کر اس پر عمل کو یقینی بنائیں تا آپ اُخروی زندگی میں اپنے اللہ کے روبرو پیش ہوتے وقت یہ کہہ سکیں کہ میں اپنی شریعت کے تمام اصولوں اور احکام پر عمل کر چکا ہوں۔ 700 احکام خداوندی کے نام سے جماعت احمدیہ میں ایک کتاب بھی موجود ہے جو الاسلام سے با آسانی ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح صفحہ 34)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’عام طور پر تمہیں یہ خیال نہ آئے کہ اس کتاب کے احکام ہر ایک کو سمجھ نہیں آسکتے، ہر ایک کے لیے ان کا سمجھنا مشکل ہے۔ اگر کوئی سمجھ آ بھی جائیں تو اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔ تو اس بارے میں بھی قرآن کریم نے کھول کر بتا دیا ہے کہ یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ یہ بڑی آسان کتاب ہے اور اس کی خوبی یہی ہے کہ یہ ہر طبقے اور مختلف استعداوں کے لوگوں کے لیے راستہ دکھانے کا باعث بنتی ہے۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہے، ہدایت کے راستے تلاش کرنا چاہتا ہے، وہ نیک ہو کر، پاک دل ہو کر اس کو پڑھے اور اپنی عقل کے مطابق اس پر غور کرے، اپنی زندگی کو اس کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔‘‘

پھر فرمایا۔ ’’پھر ہر ایک جائزہ لے کہ کتنے حکم ہیں جن پر میں عمل کرتا ہوں۔ تو اگر روزانہ کی تلاوت کی عادت ہو اور پھر اس طرح روزانہ جائزہ ہو تو کیا دل کے اندر کوئی برائی رہ سکتی ہے۔ کبھی نہیں تو یہ بھی ایک پاک کرنے کا ذریعہ ہو گا۔‘‘

سو قبل اس کے کہ قیامت آجائے اور ہمارا حساب کتاب ہو ہم احکام خداوندی پر تعمیل کی فکر کریں۔ ان پر عمل حرز جان بنائیں تا جب ہم اپنے اللہ کے حضور پیش ہو رہے ہوں۔ ہر طرف سے فرشتوں کی آوازیں تصدیق کی غرض سے بلند ہو رہی ہوں کہ اس نے عین اسلامی احکامات کے مطابق اپنی زندگی بسر کی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آخری روز الجاثیہ کی آیت کے مطابق ہماری اپنی شریعت ہمارے خلاف گواہی دے کہ تمہارے اعمال اس شریعت کے مطابق نہ تھے اور یہ کہا جائے کہ ہم تو تمہارے تمام اعمال لکھتے رہے ہیں جن کو آج آپ کی شریعت کی چھانی میں ڈال کر فیصلہ ہو گا کہ کون کون سا آپ کا فعل اسلامی شریعت کے مطابق تھا۔ آج اعمال کا بدلہ شریعت میں درج جزا و سزا کی صورت میں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اعمال کو اسلامی شریعت کے مطابق بنانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(ابوسعید)

بقیہ: ذکر الٰہی، درود شریف اور استغفار...... از صفحہ 9

از صفحہ 9

یعنی سو مرتبہ استغفار پڑھو۔ اس سے مجھے معلوم ہوگیا کہ کثرت سے مراد عام حالات میں کم از کم سو مرتبہ استغفار کا وِرد ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(حیات قدسی حصہ دوم صفحہ 3 شائع 1951ء)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے خط بنام حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ فروری 1988ء میں مندرجہ ذیل دعا ارسال فرمائی۔

يَا مَنۡ هُوَ اَحَبُّ مِنۡ كُلِّ مَحۡبُوۡبٍ۔ اِغۡفِرۡلِيۡ وَتُبۡ عَلَيَّ وَاَدۡخِلۡنِيۡ فِيۡ عِبَادِكَ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ترجمہ: اے وہ جو ہر محبوب سے زیادہ محبت کرنے کے قابل ہے! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحمت نازل فرما اور مجھے اپنے مخلص بندوں میں داخل فرما۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہر احمدی ہر وقت سچے دل سے استغفار کرتے ہوئے، توبہ کرتے ہوئے، خدا تعالیٰ کے حضور جھکے تا کہ اس کا پیار حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کو اپنا پیار اور قرب دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے بلکہ بے چین رہتا ہے۔ بلکہ بندے کی اس بارے میں ذرا سی کوشش کو بے حد نوازتا ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہر وقت استغفار کرتے ہوئے اس کے حضور جھکے رہیں۔ آمین

(خطبہ جمعہ 20/ مئی 2005ء)

مرسلہ: فائقہ بشریٰ

رمضان میں اپنے جائزے لیں

ازارشادات خطبات مسرور

رمضان میں اپنی برائیوں کا جائزہ لیں

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دئے جائیں گے اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ تو یہاں دو شرطیں بیان کی گئی ہیں۔پہلی یہ کہ ایمان کی حالت اور دوسری ہے محاسبہ نفس۔اب روزوں میں ہر شخص کو اپنے نفس کا بھی محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ دیکھتے رہنا چاہئے کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اس میں میں جائزہ لوں کہ میرے میں کیا کیا برائیاں ہیں،ان کا جائزہ لوں۔ان میں سے کون کون سی برائیاں ہیں جو میں آسانی سے چھوڑ سکتا ہوں ان کو چھوڑوں۔کون کون سی نیکیاں ہیں جو میں نہیں کر سکتا یا میں نہیں کر رہا اور کون کون سی نیکیاں ہیں جو مَیں اختیار کرنے کی کوشش کروں۔تو اگر ہر شخص ایک دو نیکیاں اختیار کرنے کی کوشش کرے اور ایک دو برائیاں چھوڑنے کی کوشش کرے اور اس پر پھر قائم رہے تو سمجھیں کہ آپ نے رمضان کی برکات سے ایک بہت بڑی برکت سے فائدہ اٹھا لیا۔

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 428)

جائزے لیں کہ گزشتہ رمضان میں جو منزلیں حاصل ہوئی تھیں وہ قائم ہیں؟

اس رمضان میں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ گزشتہ رمضان میں جو منزلیں حاصل ہوئی تھیں کیا ان پر ہم قائم ہیں۔کہیں اس سے بھٹک تو نہیں گئے۔ اگر بھٹک گئے تو رمضان نے ہمیں کیا فائدہ دیا۔ اور یہ رمضان بھی اور آئندہ آنے والے رمضان بھی ہمیں کیا فائدہ دے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اگر یہ فرض روزے رکھو گے تو تقویٰ پر چلنے والے ہو گے، نیکیاں اختیار کرنے والے ہو گے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہو گے۔ لیکن یہ کیا ہے کہ ہمارے اندر تو ایسی کوئی تبدیلی نہیں آئی جس سے ہم کہہ سکیں کہ ہمارے اندر تقویٰ پیدا ہو گیا ہے۔یہ بات تو سو فیصد درست ہے کہ خدا تعالیٰ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ بندہ جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہے۔ پس یہ بات یقینی ہے کہ ہمارے اندر ہی کمزوریاں اور کمیاں ہیں یا تو پہلے رمضان جتنے بھی گزرے ان سے ہم نے فائدہ نہیں اٹھایا، یا وقتی فائدہ اٹھایا اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ اسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے چلے تھے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ تقویٰ کا جو معیار گزشتہ رمضان میں حاصل کیا تھا، یہ رمضان جو اب آیا ہے، یہ ہمیں نیکیوں میں بڑھنے اور تقویٰ حاصل کرنے کے اگلے درجے دکھاتا۔

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 594)

روزوں میں کان، آنکھ، زبان اور ہاتھ کو محفوظ رکھنے کا جائزہ لیتے رہیں

میں حیران ہوتا ہوں بعض دفعہ یہ سن کر، بعض لوگ بتاتے بھی ہیں اور لکھ کر بھی بھیجتے ہیں کہ آپ کے فلاں خطبے پر مجھ سے فلاں شخص نے کہا یہ تمہارے بارے میں خطبہ آیا ہے اس لئے اپنی اصلاح کر لو۔ حالانکہ چاہئے تو یہ کہ ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے اور دوسرے کی آنکھ کے تنکے تلاش نہ کرے۔تو جب روزوں میں اس طرح اپنے جائزے لے رہے ہوں گے، کان، آنکھ، زبان، ہاتھ سے دوسرے کو نہ صرف محفوظ رکھ رہے ہوں گے بلکہ اس کی مدد کر رہے ہوں گے تو پھر روزے تقویٰ میں بڑھانے والے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بے انتہا اجر پانے والے ہوں گے۔ پس اس لحاظ سے بھی ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے۔ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 601)

اپنی صبحوں اور شاموں نیکیوں کا جائزہ لیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: ’’ہمیں اس طرح جائزہ لینا چاہئے کہ ہماری صُبحیں اور ہماری راتیں ہماری نیکیوں کی گواہ ہونی چاہئیں‘‘۔آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

پس جب ہم اس طرح اپنی صبحوں اور شاموں سے گواہی مانگ رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔ ہمارے گزشتہ گناہ بھی معاف ہو رہے ہوں گے۔ اور آئندہ تقویٰ پر قائم رہنے اور مزید نیکیاں کرنے کی توفیق بھی مل رہی ہو گی۔ ورنہ ہمارے روزے بھوک اور پیاس برداشت کرنے کے علاوہ کچھ نہیں۔

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 602)

روزوں میں قرآن سے فیض پانے کے حوالہ سے جائزے لیں

دعاؤں کی قبولیت کے لئے بھی قرآن کریم کا سیکھنا، پڑھنا، یاد کرنا ضروری ہے۔اللہ کرے کہ ہم نے رمضان کے گزشتہ دنوں میں، آج 17روزے گزر گئے ہیں، قرآن کریم کے پڑھنے سے جو فیض پایا ہے اس سے بڑھ کر رمضان کے جو بقیہ دن تھوڑے سے رہ گئے ہیں ان دنوں میں یہ فیض حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس کو پڑھیں، سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہم روزانہ اپنا جائزہ لیں اور لیتے رہیں کہ ہر روز ہم نے اس سلسلے میں کیا ترقی کی ہے۔ اور پھر یہ بھی ارادہ کریں کہ رمضان کے آخری دنوں تک جو ہم نے قرآن کریم سے حاصل کیا ہے اس کو اب باقاعدہ اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے۔ یہ تلاوت کی عادت جو ہمیں رمضان میں پڑ گئی ہے اس کو رمضان کے بعد بھی جاری رکھنا ہے۔ اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش ہم نے رمضان کے بعد عام دنوں میں بھی کرنی ہے۔ اپنے گھروں کی بھی نگرانی کرنی ہے کہ ہمارے بیوی بچے بھی اس طرح عمل کر رہے ہیں یا نہیں۔ وہ بھی تلاوت کر رہے ہیں یا نہیں جس طرح آج کل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے کہ ہم قرآن کریم کی برکات سے فیض پانے والے ہوں اور ہمیشہ فیض پاتے چلے جائیں۔

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 637)

رمضان کے 30 دنوں کے علاوہ بھی اپنی عبادتوں کے جائزے لیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بندے کا خدا تعالیٰ کے ساتھ دوست کا معاملہ ہے۔ پس اصل اور پائیدار اور ہمیشہ رہنے والی دوستی کے لئے دوست کی باتیں بھی ماننی پڑتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری بات پر لبیک کہو۔ جو میں کہتا ہوں اسے مانو تو پھر یہ ہماری دوستی پکی ہو گی۔ اس لئے پہلا حکم جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے یہی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو۔ صرف رمضان کے تیس دن عبادتوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ فرمایا کہ میرا حکم یہ ہے کہ مستقل عبادت کرو۔ روزانہ کی پانچ نمازیں باجماعت ادا کرو جو فرض کی گئی ہیں۔ مردوں کے لئے یہی حکم ہے کہ مسجد میں جا کے ادا کریں یا جہاں بھی سنٹر ہے وہاں جا کے ادا کریں، عورتوں کے لئے حکم ہے کہ گھروں میں پانچ نمازیں پڑھیں، وقت پر نمازیں ادا کریں۔ اپنی نمازوں کی خاطر دوسری مصروفیات کو کم کریں۔ جس طرح آج کل رمضان میں ہر ایک کوشش کر کے نمازوں کی طرف توجہ دے رہا ہوتا ہے، قرآن پڑھنے کی طرف توجہ دے رہا ہوتا ہے۔ تو اس طرح رمضان کے بعد بھی وقت پر پانچوں نمازیں ادا کرو۔ کوئی دوستی اللہ تعالیٰ کی دوستی سے بڑھ کر نہ ہو۔ اس ذات پر ایسا ایمان ہو جو کسی اور پر نہ ہو اور ہمیشہ اسی کو مدد کے لئے پکارو۔ یہ نہ ہو کہ بعض دفعہ بعض معاملات میں مدد کے لئے تم غیر اللہ کی طرف جھک جاؤ، ان سے مدد مانگنے لگو۔ اگر یہ صورت ہو گی تو یہ کمزور ایمانی حالت ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی ایمانی حالت کو بڑھاؤ۔ میرے پر پختہ اور کامل یقین رکھو۔ ہم کہہ تو دیتے ہیں کہ ہمیں خدا پر بڑا پکا ایمان ہے لیکن بعض دفعہ ایسے عمل سرزد ہو جاتے ہیں جو ہمارے دعوے کی نفی کر رہے ہوتے ہیں۔ ایمان کی تعریف یہ ہے کہ حق کی یا سچائی کی تصدیق کر کے اس کا فرمانبردار ہو جائے۔ اب ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد، یہ تصدیق کرنے کے بعد کہ آپؑ خدا کے مسیح ہیں اور حق پر ہیں اس حد تک ہم نے آپؑ کی باتوں کی فرمانبرداری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے آپؑ نے جن شرائط پر ہم سے بیعت لی ہے اس تعلیم پر کس حد تک ہم عمل کر رہے ہیں۔

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 642)

جماعتیں جائزہ لیں کہ رمضان میں جمعۃ الوداع میں حاضری بڑھ جاتی ہے باقی دنوں میں کیوں نہیں

میں نہایت افسوس سے اس بات کا ذکر کروں گا کہ امام الزمان کی بیعت میں آنے کے باوجود اور باوجود اس کے کہ خلفاء احمدیت اس تصور کو ذہنوں سے نکالنے کے لئے بار ہا اس طرف توجہ دلا چکے ہیں بعض احمدی بھی معاشرے کی اس برائی اور بدعت کا شکار ہو کر جمعہ کی اہمیت کو بھلا کر جمعۃ الوداع کا تصور ذہنوں میں بٹھائے ہوئے ہیں۔ اور ایسے لوگ چاہے زبان سے اس بات کا اقرار کریں یا نہ کریں اپنے حال سے، اپنے عمل سے یہ

اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔عموماً سارا سال مساجد میں جمعوں پر جو حاضری ہوتی ہے، رمضان کے دنوں میں خاص قسم کا ماحول بننے کی وجہ سے جمعوں میں حاضری اس سے بہت بہتر ہو جاتی ہے۔ لیکن رمضان کے آخری جمعہ میں یہ حاضری رمضان کے باقی جمعوں کی نسبت بہت آگے بڑھ جاتی ہے جس سے صاف ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ آج توجہ زیادہ ہے۔ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ مرکز میں یا جہاں خلیفۂ وقت نماز جمعہ پڑھا رہے ہوں وہاں اس جمعے میں شامل ہونے کی لوگ زیادہ کوشش کرتے ہیں جو ٹھیک ہے لیکن اگر جماعتیں جائزہ لیں تو ہر مسجد میں رمضان کے آخری جمعہ کی حاضری پہلے سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ پس یہ عمل ظاہر کر رہا ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ میں شامل ہو جاؤ، جمعہ پڑھ لو اور گناہ بخشوا لو۔ یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں پہلے سے بڑھ کر بندے کے ساتھ بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔ لیکن بندے کو بھی اللہ تعالیٰ کے اس سلوک کی وجہ سے حتی الوسع اس تعلیم پر قائم رہنے کی کوشش کرنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے اور جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر جمعہ کے دن کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن جمعۃ الوداع کی کسی اہمیت کا تصور نہیں ملتا۔ بلکہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں اس آخری جمعہ میں جو رمضان کا آخری جمعہ ہے، یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اس جمعہ سے اس طرح گذریں اور نکلیں کہ رمضان کے بعد آنے والے جمعہ کی تیاری اور استقبال کر رہے ہوں اور پھر ہر آنے والا جو جمعہ ہے وہ ہر نئے آنے والے جمعہ کی تیاری کرواتے ہوئے ہمیں روحانیت میں ترقی کے نئے راستے دکھانے والا بنتا چلا جائے اور یوں ہمارے اندر روحانی روشنی کے چراغ سے چراغ جلتے چلے جائیں اور یہ سلسلہ کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہو اور ہر آنے والا رمضان ہمیں روحانیت کے نئے راستے دکھاتے چلے جانے والا رمضان ہو، نئی منازل کی طرف راہنمائی کرنے والا رمضان ہو جس کا اثر ہم ہر لحہ اپنی زندگیوں پر بھی دیکھیں اور اپنے بیوی بچوں پر بھی دیکھیں اور اپنے ماحول پر بھی دیکھیں۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 528)

رمضان میں ایمان میں ترقی کے حوالہ سے جائزے لیں

ایک جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ (النساء:137) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ۔ پس صرف منہ سے ایمان لانا، یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لائے کافی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارا اللہ اور رسول پر ایمان بڑھتا چلا جائے۔ ہر روز ترقی کی طرف قدم اٹھتا چلا جائے۔ اور جب یہ صورت ہو گی تب ہی کامل ایمان کی طرف بڑھنے والا ایک مومن کہلا سکتا ہے اور اس کے لئے مسلسل مجاہدے کی ضرورت ہے اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے عبادتوں کا بھی حکم دیا ہے تا کہ یہ مجاہدہ جاری رہے اور تقویٰ میں ترقی ہوتی رہے۔ اور ہر سال روزہ بھی، رمضان کا مہینہ بھی اس مجاہدے اور ایمان میں ترقی کی ایک کڑی ہے۔

پس ان دنوں میں ہر مومن کو اس سے بھرپور فیض اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس بات کا جائزہ لینے کے لئے کہ ایمان میں ترقی ہے اور ایمان میں ترقی کا معیار دیکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ نشانی بتائی کہ اگر خالص ہو کر میرے حضور آؤ گے، روزے بھی میری خاطر ہوں گے، کوئی دنیا کی ملونی اس عبادت میں نہیں ہو گی، خالص میری رضا کا حصول ہو گا تو فرمایا اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے اور یہ پکار اسی وقت سنی جائے گی جب ایمان میں ترقی کی طرف کوشش ہو گی۔ ترقی کی طرف قدم بڑھیں گے گویا دعاؤں کی قبولیت اس وقت ہو گی جب ایمان میں ترقی کی طرف قدم بڑھ رہے ہوں گے اور ایمان میں ترقی اس وقت ہو گی جب خالص ہو کر خدا تعالیٰ کے احکامات کی پیروی اور اس کی عبادت کرنے کی کوشش ہو رہی ہو گی۔

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 363)

رمضان میں اپنی بعض کمزوریوں کا جائزہ لے کر انہیں دور کرنے کی کوشش کریں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس چیز کی قطعاً ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم حدیث نمبر 1903)

پھر ایک روایت ہے کہ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ وہ اس ڈھال کو جھوٹ اور غیبت کے ذریعے نہیں پھاڑتا۔

(الجامع الصغیر للسیوطی حرف الصاد حدیث نمبر 5197
جزء اول و دوم صفحہ 320 دارالکتب العلمیۃ بیروت ایڈیشن 2004ء)

کیونکہ روزہ تو ایک مومن رکھتا ہے۔ جب جھوٹ آ گیا تو ایمان تو ختم ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کی خاطر روزہ رکھا جاتا ہے۔ جب جھوٹ آ گیا تو خدا تعالیٰ تو بیچ میں سے نکل گیا۔ تب تو شرک پیدا ہو گیا۔ اس لئے روزہ بھی ختم ہو گیا۔ یہ تو خاص روزے کے حالات کے لئے ہے۔ لیکن عام حالات میں بھی جیسا کہ مَیں نے پہلے بیان کیا جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ پس اس رمضان میں اس بات پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی بعض کمزوریوں کا جائزہ لے کر انہیں دور کرنے کی کوشش کریں تبھی ہم اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بن سکتے ہیں۔ ایمان میں مضبوطی کی طرف قدم بڑھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں پر لبیک کہنے والے بن سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اِنِّیۡ قَرِیۡبٌ کی آواز کو سن سکتے ہیں۔

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 421-422)

رمضان میں اللہ تعالیٰ کے پیار کے سلوک کے معیار کے جائزے لینے کی ضرورت ہے

’’ہمیں اس بات کو جاننے کی ضرورت ہے اور جائزے کی ضرورت ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جنہیں یہ شوق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ رمضان میں ایک مہینہ نہیں یا ایک مرتبہ اعتکاف بیٹھ کر پھر سارا سال یا کئی سال اس کا اظہار کر کے نہیں بلکہ مستقل مزاجی سے اس شوق اور لگن کو اپنے اوپر لاگو کر کے، تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب مستقل طور پر حاصل ہو، ہم میں سے کتنے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کا سلوک کرتے ہوئے دعاؤں کے قبولیت کے نشان دکھاتا ہے، اُن سے بولتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر یہ معیار حاصل کرنا یا حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 45-46)

ہر فرد جماعت اور ہر مومن بننے والے کی خواہش رکھنے والے کو اپنے انفرادی جائزے لیتے ہوئے تقویٰ کے معیاروں کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے

’’ہمیں صرف اس بات پر ہی تسلی نہیں پکڑ لینی چاہئے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان لیا اور خلافت کا نظام ہم میں موجود ہے اور ہم ایک نظام کے تحت چل رہے ہیں۔ روزوں کے ساتھ تقویٰ کے معیاروں کو بلند کرنے کی طرف توجہ دلا کر اللہ تعالیٰ نے ہر فرد کی ذمہ داری لگا دی ہے کہ جماعت کی برکات سے، خلافت کی برکات سے حصہ لینے کے لئے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا صحیح فائدہ اٹھانے کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہونے کا صحیح فیض پانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کے لئے تقویٰ شرط ہے اور یہ رمضان کا مہینہ اس تقویٰ میں ترقی کا ایک ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اٹھا لو جتنا اٹھا سکتے ہو۔ اس لئے ہر فرد جماعت کو اور ہر مومن بننے والے کی خواہش رکھنے والے کو اپنے انفرادی جائزے لیتے ہوئے تقویٰ کے معیاروں کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے‘‘

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 414-415)

رمضان میں اپنا جائزہ لو کہ کس حد تک تم قرآن کریم پر عمل کر رہے ہو

’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں روزوں کے ساتھ جو ایک مجاہدہ ہے اس علم و عرفان کے خزانے کو پڑھنے اور سیکھنے کی بھی کوشش کرو اور اس کی تعلیمات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بناؤ۔ اس کے احکامات پر غور کرو اور اپنی زندگیوں پر لاگو کرو۔ اس کے بھولے ہوئے حصے کو اس مہینے میں بار بار دہرا کر تازہ کرو۔ اس کی تعلیمات کی جگالی کر کے اس مہینے میں اپنا جائزہ لو کہ کس حد تک تم قرآن کریم پر عمل کر رہے ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتا ہے کیونکہ یہی باتیں ہیں جو دنیا و عاقبت سنوارنے والی بنتی ہیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 423)

رمضان میں ہمیں یہ جائزے لینے چاہئیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کو کس حد تک اپنی زندگیوں کا حصہ بنا رہے ہیں

رمضان کے اس خاص ماحول میں ہمیں یہ جائزے لینے چاہئیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کو کس حد تک اپنی زندگیوں کا حصہ بنا رہے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو ہمارے یہ زبانی دعوے ہوں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کو قبول کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار حکم دیئے ہیں ہمیں ہمیشہ ان حکموں کو سامنے لاتے رہنا چاہئے تا کہ اصلاح نفس کی طرف ہماری توجہ رہے۔

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 380 خطبہ جمعہ 26/ جون 2015ء)

اپنا جائزہ لیں کہ ہم نے رمضان میں کیا حاصل کیا؟

ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے، ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے ان بابرکت ایام میں کیا حاصل کیا؟ چاہے روزے آرام سے گزر گئے یا ذرا سا احساس ہوا اور اس سے گزر گئے تو اس سے مقصد

بقیہ صفحہ 18 پر

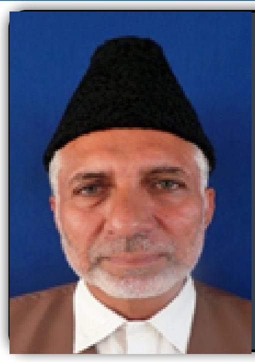

عبدالسمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

احمدیت کا فضائی دور

ایم ٹی اے- تقدیر الٰہی کا زندہ و تابندہ نشان

قسط 5

احمدیت کی فجر

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ الفجر کی ابتدائی آیات وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَاللَّیْلِ اِذَا یَسْرِ سے استنباط کرتے ہوئے ٹھوس دلائل کے ساتھ احمدیت کی ترقی کے کئی ادوار کا ذکر کیا اور 1945ء میں پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:

’’آخری ترقی خواہ کچھ لمبے عرصے کے بعد ہو احمدیت کی ایک فتح آج سے آٹھ سال بعد ہوگی یا آج سے 37سال بعد ہوگی یا آج سے 46سال بعد ہوگی یا ان سالوں کے لگ بھگ وہ فتح ظاہر ہو جائے گی کیونکہ پیشگوئیوں میں دن نہیں گنے جاتے بلکہ ایک موٹا اندازہ بتایا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان چاروں اوقات میں چار مختلف قسم کی فتوحات ظاہر ہوں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 529 تفسیر سورہ الفجر)

1945ء میں جب حضورؓ کے بیان کردہ سالوں کو جمع کیا جائے تو یہ علی الترتیب 1953ء، 1982، 1991ء قرار پاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے بعد جماعت ترقیات کے نئے ادوار میں داخل ہوتی ہے۔

- 1953ء کے فسادات کے بعد
- 1982ء میں خلافت رابعہ کے قیام کے بعد
- 1991ء میں حضورؒ کے قادیان تشریف لے جانے کے بعد

اگست 1992ء میں حضورؒ کے خطبات چار براعظموں میں نشر ہونے شروع ہوئے۔ اس طرح چاروں پہلوؤں سے سورہ الفجر کے باریک اشارے اظہر من الشمس ہوگئے۔

سلسلہ سوال و جواب

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی ایک رؤیا میں ایم ٹی اے پر ٹیلی فون کالوں اور اعتراضوں کا جواب دینے کا ذکر بھی موجود ہے۔ فرماتے ہیں:

’’اس رؤیا کے شروع میں میں نے دیکھا کہ کسی سرکاری افسر نے کوئی تقریر ایسی کی ہے جس میں احمدیت پر کچھ اعتراضات ہیں اس کو سن کر حضرت مسیح موعودؑ ایک پبلک فون کی جگہ پر چلے گئے ہیں اور فون پر اس کی تردید شروع کی ہے مگر بجائے آپ کی آواز فون میں جانے کے ساری دنیا میں پھیل رہی ہے اس فون میں آپ نے سب اعتراضوں کو رد کیا ہے جو اس افسر کی طرف سے کئے گئے ہیں۔‘‘

(الفضل 5/اکتوبر 1954ء صفحہ 3)

ایم ٹی اے کے قیام کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے عالمی مجالس سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا اور خلافت خامسہ میں ایم ٹی اے پر Live سوال و جواب کے پروگرام کئی زبانوں میں نشر ہو رہے ہیں۔ جو دشمنوں کے ہر اعتراض کو رد کر رہے ہیں۔ ٹیلی فون پر وہ سوال آتا ہے اور پھر ساری دنیا میں وہ آواز پھیل جاتی ہے۔ ان میں راہ ھدیٰ خصوصیت سے ذکر کے قابل ہے۔

بٹتا رہتا ہے ڈشوں میں مائدہ
سب کی بھرتا جھولیاں ہے ایم ٹی اے
جلوہ فرما جس پہ ہے مہدی مرا
اب وہ تخت قادیاں ہے ایم ٹی اے

بلاد عرب میں ایم ٹی اے کے ذریعہ قبولیت

حضرت مصلح موعودؓ کی درج ذیل رؤیا میں خلافت خامسہ میں ایم ٹی اے کے ذریعہ بلاد عربیہ میں احمدیت پھیلنے کی طرف خاص اشارہ معلوم ہوتا ہے۔حضرت مصلح موعودؓ خطبہ جمعہ 23/ نومبر 1945ء میں فرماتے ہیں:

’’تین چار دن ہوئے، میں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ میں عربی بلاد میں ہوں اور ایک موٹر میں سوار ہوں۔ ساتھ ہی ایک اور موٹر ہے جو غالباً میاں شریف احمد صاحب کی ہے۔ پہاڑی علاقہ ہے اور اس میں کچھ ٹیلے سے ہیں۔ جیسے پہل گام، کشمیر یا پالم پور میں ہوتے ہیں۔ ایک جگہ جا کر دوسری موٹر جو میں سمجھتا ہوں میاں شریف احمد صاحب کی ہے کسی اور طرف چلی گئی ہے اور میری موٹر اور طرف۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری موٹر ڈاک بنگلے کی طرف جارہی ہے۔ بنگلہ کے پاس جب میں موٹر سے اترا تو میں نے دیکھا کہ بہت سے عرب جن میں کچھ سیاہ رنگ کے ہیں اور کچھ سفید رنگ کے، میرے پاس آئے ہیں میں اس وقت اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرف جانا چاہتا ہوں لیکن ان عربوں کے آجانے کی وجہ سے گیا ہوں۔ انہوں نے آتے ہی کہا:

السلام علیکم یاسیدی!

میں ان سے پوچھتا ہوں۔ من أین جئتم؟ کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ

جئنا من بلاد العرب وذھبنا الی قادیان وعلمنا أنك سافرت فاتبعناك علمنا أنك جئت الی ھذاالمقام۔یعنی ہم عربی بلاد سے آئے ہیں اور ہم قادیان گئے اور وہاں معلوم ہوا کہ آپ باہر گئے ہیں اور ہم آپ کے پیچھے چلے یہاں تک کہ ہمیں معلوم ہوا کہ آپ یہاں ہیں۔ اس پر میں نے ان سے پوچھا کہ لای مقصد جئتم؟ کس غرض سے آپ تشریف لائے ہو؟ تو ان میں سے لیڈر نے جواب دیا کہ جئنا لنستشیرك فی الامور القتصادیۃ والتعلیمیۃ اور غالباً سیاسی اور ایک اور لفظ بھی کہا۔ اس پر میں ڈاک بنگلہ کی طرف مڑا اور ان سے کہا کہ مکان میں آجائیے، وہاں مشورہ کریں گے۔ جب میں کمرہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میز پر کھانا چنا ہوا ہے اور کرسیاں لگی ہیں اور میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی انگریز مسافر ہوں۔ ان کے لئے یہ انتظام ہو اور میں آگے دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہاں فرش پر کچھ پھل اور مٹھائیاں رکھی ہیں اور اردگرد اس طرح بیٹھنے کی جگہ ہے جیسے کہ عرب گھروں میں ہوتی ہے۔ میں نے ان کو وہاں بیٹھنے کو کہا اور دل میں سمجھا کہ یہ انتظام ہمارے لئے ہے۔ ان لوگوں نے وہاں بیٹھ کر پھلوں کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ اس رؤیا سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے بلاد عرب میں احمدیت کی ترقی کے دروازے کھلنے والے ہیں۔

(مطبوعہ الفضل 17/ دسمبر 1945ء)

خاکسار کے خیال میں:

☆حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ سے حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مراد ہیں۔

☆ان کی موٹر حضرت مصلح موعودؓ کی موٹر سے دوسری طرف جانے سے مراد الگ الگ حکمت عملی ہے جو پہلے اور تھی یعنی کتب اور اخبارات کے ذریعہ تبلیغ ہو رہی تھی اور اب ایم ٹی اے کے ذریعہ نیا رخ اختیار کرگئی ہے۔

☆عرب حضور سے قادیان میں نہیں ملے بلکہ سفر کے دوران باہر ملے ہیں۔ اس سے مراد حضور کا مستقر لندن ہے۔ اسی لئے رؤیا میں انگریزوں کا ذکر بھی ہے۔

☆پھلوں سے مراد بیعتیں ہیں۔

عربوں میں احمدیت کے پیغام کی خصوصی اشاعت کے حوالہ سے بہت سے عربوں کو بھی خواب دکھائے گئے۔صرف 2 خوابیں ملاحظہ ہوں۔ مکرمہ فجر عطایا صاحبہ، محترم علی شافعی صاحب کی نواسی اور مکرم تمیم ابو دقہ صاحب آف اردن کی اہلیہ ہیں، وہ لکھتی ہیں:

میں نے حضور انور کے خلافت پر متمکن ہونے سے تقریباً نو ماہ قبل مورخہ 22/ جولائی 2002ء کو خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت کا روز ہے اور آسمان پر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ لکھا ہے۔ ساتھ میں نے ایک پہاڑ پر ایک شخص کو دیکھا جس نے سفید لباس زیب تن کیا ہوا تھا اور لوگ اسے ’’اَلدَّاعِی‘‘ کہہ کر پکار رہے تھے۔

اس وقت حضور انور کو جانتی تک نہ تھی اس لئے پہچاننے سے قاصر رہی۔ اب حضور انور کے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد جب حضور انور کو دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھی کہ یہ تو وہی شخصیت ہے جسے لوگ ’’اَلدَّاعِی‘‘ کہہ کر پکار رہے تھے۔

مکرمہ خلود محمود صاحبہ دمشق سے لکھتی ہیں کہ:

’’انتخاب کے بعد حضور انور کو ٹی وی سکرین پر دیکھنے سے قبل اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں ہی حضور انور کی زیارت سے نواز دیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور انور پروگرام لقاء مع العرب میں تشریف رکھتے ہیں اور درس دے رہے ہیں۔ ایک عجیب بات جو اس وقت نظر آئی یہ تھی کہ حضور انور کے بال سرخی مائل تھے۔ پھر جب حضور انور کو ٹی وی پر دیکھا تو بالوں کے سوا باقی شکل وصورت بعینہ وہی تھی جو خواب میں دیکھی تھی۔‘‘

(الفضل 24/ مئی 2012ء)

چنانچہ پیشگوئیوں کے مطابق عربوں میں ایم ٹی اے کے ساتھ دعوت الی اللہ کا جو وسیع کام ہو رہا ہے اس کی تفاصیل حضور انور ایدہ اللہ جلسہ سالانہ کے خطابات اور خطبات جمعہ میں ارشاد فرماتے رہتے ہیں۔ یہاں اس کو دہرانے کی گنجائش نہیں۔ اس کی کچھ تفصیل خلافت خامسہ کے باب میں آئے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تصریحات

جوں جوں ان پیشگوئیوں کے روبہ عمل ہونے کا زمانہ قریب آتا گیا الٰہی تفہیمات بھی واضح تر ہوتی چلی گئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خدا تعالیٰ نے ان معین سالوں کی بھی خبر دے دی جن میں اس واقعہ کا آغاز ہونا تھا۔ چنانچہ آپ نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے ایک ماہ بعد فرمایا:

’’میں جماعت کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت

کے لئے نہایت اہم ہیں کیونکہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا وہ کونسی خوش قسمت قومیں ہوں گی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہوں گی۔ وہ افریقہ میں ہوں گے یا جزائر میں یا دوسرے علاقوں میں لیکن میں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ وقت دور نہیں جب دنیا میں ایسے ممالک پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کرلے گی اور وہاں حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہوگی۔‘‘

(خطبہ جمعہ 10 دسمبر 1965ء ۔الفضل 9 جنوری 1966ء)

پچیس تیس سال کا یہ زمانہ 1990-1995ء کا درمیانی عرصہ ہے۔ چنانچہ آپ نے بعد میں ان معین سالوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا 1990ء سے 1995ء کے درمیان خدا تعالیٰ دنیا کو ایک ایسی روحانی تجلی دکھائے گا جس سے غلبہ اسلام کے آثار بالکل نمایاں اور واضح ہو جائیں گے۔ (الفضل 14 اگست 1973ء) اس کو کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی بشارات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی نظم جو پہلی دفعہ 27 دسمبر 1983ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر پڑھی گئی اس میں آپ نے دشمنوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا، پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا
تیری آواز اے دشمن بدنوا، دو قدم دور دو تین پل جائے گی

یہ الفاظ تو حضورؒ کے تھے مگر الٰہی تقدیر اور تصرف کے تابع تھے۔ جن میں شش جہات میں حضورؒ کی آواز پہنچنے کی تحدی کی تھی۔ حضورؒ نے اس شعر کے متعلق ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’ایک صاحب نے یہ لکھا کہ جب ہم یہ خطبہ سن رہے تھے تو مجھے آپ کا وہ شعر یاد آیا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہ:

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا، پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا
تیری آواز اے دشمن بدنوا، دو قدم دور دو تین پل جائے گی

اس نے لکھا کہ اب میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ آواز ساری دُنیا میں پھیل رہی ہے۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بظاہر اتفاقی باتیں ہوتی ہیں خدا تعالیٰ جب ان میں تقدیر ڈالتا ہے تو الفاظ درست ہو جایا کرتے ہیں۔ عام طور پر چار دانگ عالم میں ساری دُنیا میں چاروں طرف سے محاورے استعمال کئے جاتے ہیں۔ آواز کے شش جہت میں پھیلنے کا محاورہ میرے علم میں نہیں آیا کہ پہلے بھی استعمال ہوا ہو۔ لیکن اس وقت میں نے بغیر سوچے ہوئے یعنی بغیر کوشش کے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں یا کیا کہہ رہا ہوں شش جہت کا لفظ مجھے اچھا لگا اور وہی محاورہ میرے منہ سے نکلا اور اب ٹیلی ویژن کے ذریعے شش جہات میں جو استعمال ہو رہی ہیں کیونکہ چاروں طرف کا سوال نہیں ہے۔ آواز اور تصویر پہلے آسمان کی طرف جاتی ہے۔ پھر آسمان سے زمین کی طرف اترتی ہے پھر چاروں طرف پھیلتی ہے تو خدا تعالیٰ نے شش جہات کے لفظ بھی پورے فرما دیئے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بعض دفعہ تصرفات کے تابع بعض الفاظ انسان کے منہ سے نکلتے ہیں۔ خود کہنے والے کو ان کی کنہ کا علم ہی نہیں ہوتا کہ میں کیوں کہہ رہا ہوں اور بعد میں یہ بات کیا بن کر نکلے گی تو یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں۔‘‘

(روزنامہ الفضل 12 جنوری 1993ء)

بلند سے بلند تر عظیم سے عظیم تر
قریب سے قریب تر خدائے مہربان ہے
ہے گونج شش جہات میں صدائے حق شناس کی
اب احمدی جیالوں کی زد میں آسمان ہے
ایک رؤیا۔ شمع پروانے کے پاس

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 9 جون 1986ء کو خطبہ عید الفطر میں اپنی تازہ رؤیا بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’میں نے رؤیا میں دیکھا کہ قادیان میں بہشتی مقبرہ کے ساتھ جو بڑا باغ کہلاتا ہے وہاں سڑک کے پاس میں کھڑا ہوں اور حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم ایسی صحت کے ساتھ کہ اس سے پہلے میں نے اپنی زندگی میں آپ کو ایسی صحت میں کبھی نہیں دیکھا تھا سیدھی چلتی ہوتی اور تنہا ہیں کوئی اور ساتھ نہیں ہے۔ وہ میری طرف ایک عجیب پیاری مسکراہٹ کے ساتھ بڑھتی ہوئی چلی آرہی ہیں۔ گویا میری ہی آپ کو تلاش تھی۔ اس وقت میرے دل کی کیفیت عجیب ہے۔ میں بے قرار ہوں کہ دونوں ہاتھوں سے آپ کا ہاتھ تھاموں اور اسے بوسے دیتا چلا جاؤں۔

حضرت اماں جانؓ (جن کا نام نصرت جہاں پیش نظر رہنا چاہئے اسی میں دراصل بڑی خوشخبری ہے۔ ویسے آپ کی ذات بھی بڑی مبارک تھی۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں لیکن ذات کے ساتھ نام مل کر ایک مکمل خوشخبری بنتی ہے) آپ مجھے دیکھ کر ایک شعر پڑھتی ہیں۔ وہ شعر تو مجھے یاد نہیں رہا اور میں اسے خواب کے دوران بھی شرمندگی اور انکساری کی وجہ سے یاد رکھنا نہیں چاہتا تھا یعنی مجھے دہراتے ہوئے بھی شرم محسوس ہو رہی تھی اس شعر کا مضمون کچھ اس قسم کا تھا کہ جیسے شمع کو خود اپنے پروانے کی تلاش تھی اور شمع اپنے پروانے کے پاس آگئی ہے۔

ناقابل بیان لذت تھی اس شعر میں۔ ایسا روحانی سرور تھا کہ کوئی دوسرا انسان جو اس تجربے سے نہ گزرا ہو اس کو اس کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ اس شعر کو حضرت اماں جان نے دو تین مرتبہ پڑھا اور وہی پاکیزہ فرشتوں کی سی مسکراہٹ آپ کے چہرے پر تھی... اس کے ساتھ وہ زیر لب وہ شعر پڑھتی رہیں اور میں نے جواب میں کوئی شعر پڑھا اور یہ بتانے کی خاطر کہ میں اس لائق کہاں۔ اس شعر میں ایک پنجابی لفظ استعمال کیا ’’جی آیاں نوں‘‘

حضرت اماں جانؓ مسکرائیں اور مجھے فوراً خیال آیا کہ اس لئے مسکرا رہی ہیں کہ تم اپنے جوش میں یہ بھول گئے ہو کہ اردو میں پنجابی ملا رہے ہو لیکن خواب میں اس رؤیا کے وقت اس سے بہتر محاورہ مجھے نظر نہیں آیا کہ آپ آئی ہیں تو جی آیاں نوں۔ اہل پنجاب اس محاورے کی لذت سے آشنا ہیں۔ بے اختیار جب بہت ہی پیارے کسی آنے والے پر اور انسان اپنے آپ کو اس لائق نہ سمجھے کہ وہ آنے والا اسے اعزاز بخش رہا ہے اس کے گھر چلا آیا ہے تو بے اختیار پنجاب میں خصوصاً عورتوں کے منہ سے یہ آواز نکلتی ہے یہ نعرہ بلند ہوتا ہے جی آیاں نوں۔ جی آیاں نوں۔ اس کے ساتھ حضرت اماں جانؓ مجھے لے کر جو دارالشیوخ کا علاقہ ہے سڑک کے پار کوئی حویلی ہے اس میں لے جاتی ہیں اور اس پر وہ خواب ختم ہوگئی۔ حضورؒ نے اس رؤیا کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’اس ملک میں اس کی ترقی روکنا چاہتے ہو مگر خدا سارے جہاں میں اپنی نصرتیں لے کر آئے گا اور تمام جہان میں اس جماعت کو غلبہ نصیب فرمائے گا۔‘‘

(خطبہ عید الفطر 9 جون 1986ء)

اس نصرت الٰہی کی تفصیل میں خصوصی بشارت بھی موجود تھی کہ امام یعنی شمع جو اپنے پروانوں کے لئے بے قرار ہے اسے خدا یہ توفیق عطا فرمائے گا کہ وہ اپنے پروانوں کے پاس پہنچ جائے اور اردو میں پنجابی ملانے سے یہ مراد ہوسکتی ہے کہ یہ واقعہ اردو دانوں اور اہل پنجاب کے لئے خاص طور پر خوشی کا موجب ہوگا جیسا کہ واقعات ظاہر کر رہے ہیں۔

الغرض ان تمام پیشگوئیوں کے الفاظ مختلف ہیں۔ تمثیلات مختلف ہیں مگر ان کے اندر ایک ربط موجود ہے۔ سب کا منشاء ایک ہی ہے۔ سب کی انگلی ایک سمت اٹھ رہی ہے اور سب نے مل کر ایم ٹی اے کے وہ رنگ پیدا کئے ہیں جو آج احمدیت کی سچائی کو دنیا پر آشکارا کر رہے ہیں۔

ایم ٹی اے کا سفر

احمدیہ ٹیلی ویژن کا نظام جماعت احمدیہ کے لئے محض ایک سائنسی ایجاد نہیں، قرآن اور احمدیت کی صداقت کا زبردست نشان ہے۔ یہ محض ایک تکنیکی پروگرام نہیں امام اور جماعت کے باہمی تعلق اور بے پناہ محبتوں کا مظہر ہے۔ اس ٹی وی کی نس نس میں قربانیوں اور عقیدتوں کا زندہ لہو دوڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے امام اور جماعت کے مابین پیار کے ایسے اٹوٹ رشتے ہیں جو باہمی دید سے تسکین پاتے ہیں اور صوتی لہروں سے قرار پکڑتے ہیں۔ جماعت آغاز ہی سے اپنے امام کو دیکھنے اور سننے کی مشتاق رہی ہے اور اس میں ہمیشہ زیادتی ہی ہوئی ہے کمی کا کوئی عنصر نہیں لیکن ایک انسان کا دیدار اور سماعت کلام ایک محدود فاصلے سے ہوسکتی ہے۔ غیر معمولی فاصلوں کے لئے سائنسی ذرائع اختیار کرنے پڑتے ہیں اور یہ بھی خدا تعالیٰ کا عجیب فضل ہے کہ جوں جوں جماعت میں وسعت پیدا ہوتی چلی گئی اللہ تعالیٰ وہ تمام مطلوبہ ذرائع میسر فرماتا رہا۔

اس ارتقائی عمل کو نقشہ پر دکھایا گیا ہے۔ کس طرح براہ راست خطاب کا نظام عروج کو پہنچتا رہا اور دوسری طرف ریکارڈنگ کا نظام بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں شروع ہوچکا تھا اور دونوں نظام ایم ٹی اے پر آکر متصل ہو چکے ہیں۔

آیئے! اب دونوں نقشوں پر کسی قدر تفصیلی نظر دوڑائیں۔

پہلا جلسہ سالانہ 1891ء

یہ 27 دسمبر 1891ء کا دن ہے۔ جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ مسجد اقصیٰ قادیان میں 75 افراد ہمہ تن گوش ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور علمائے سلسلہ کا کلام سن رہے ہیں۔

25 مارچ 1910ء

جماعت احمدیہ کا دسمبر 1909ء کا جلسہ سالانہ 25 تا 27 مارچ 1910ء کو منعقد ہوا۔ اس کے شرکاء 3000 سے زائد تھے۔ 25 مارچ کو جمعہ تھا اور کثرت مخلوق کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی آواز دور تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اس لئے آپ نے 4 افراد کو مقرر کیا تا کہ وہ آپؓ کے مبارک کلمات آگے پہنچاتے رہیں۔ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ تھا جب ایسا انتظام کرنا پڑا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 335)

اس کے بعد حسب حالات یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ 1936ء

کے جلسہ سالانہ پر پہلی دفعہ لاؤڈ سپیکر استعمال کیا گیا۔اس جلسہ کی حاضری 25000 سے زیادہ تھی۔

1937ء کے جلسہ سالانہ مستورات پر حضرت مصلح موعودؓ کی تمام تقاریر بذریعہ لاؤڈ سپیکر مردانہ جلسہ گاہ سے سنی گئیں۔

7/جنوری 1938ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی دفعہ لاؤڈ سپیکر لگا اور حضرت مصلح موعودؓ نے اس کے ذریعہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

19/فروری 1940ء کو حضرت مصلح موعودؓ کی اپنے عقائد کے بارہ میں تقریر ممبئی ریڈیو اسٹیشن سے پڑھ کر سنائی گئی۔

25/مئی 1941ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے لاہور ریڈیو اسٹیشن سے ’’عراق کے حالات پر تبصرہ‘‘ کے موضوع پر تقریر فرمائی جسے دہلی اور لکھنؤ کے ریڈیو سٹیشنز نے بھی نشر کیا۔

7/فروری 1952ء کو حضرت ام المؤمنینؓ کی آواز ریکارڈ کی گئی۔یہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے ساتھ ایک مختصر سے پیغام کی صورت میں تھی جس کی تحریری شکل الفضل 4/ جون 1952ء میں موجود ہے۔

(مضامین بشیر جلد 3 صفحہ 86)

8/ جون 1955ء کو حضرت مصلح موعودؓ کے سفر یورپ کے دوران سوئٹزرلینڈ میں حضور کا سوس ٹیلی ویژن پر انٹرویو نشر کیا گیا۔یہ پہلا موقع تھا کہ خلیفہ وقت کا ٹی وی پر انٹرویو نشر ہوا۔

دسمبر 1980ء کو جلسہ سالانہ پر آنے والے غیر ملکی وفود کے لئے غیر زبانوں میں تراجم کا انتظام کیا گیا۔

یکم جنوری 1985ء:ناروے کے سٹیٹ ریڈیو سٹیشن سے جماعت احمدیہ کا مستقل پروگرام نشر ہونا شروع ہوا۔

24/مارچ 1989ء:احمدیت کی دوسری صدی کا پہلا خطبہ جمعہ (فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) ماریشس اور جرمنی میں بذریعہ ٹیلیفون براہ راست سنا گیا۔

18/جنوری 1991ء:حضور کا خطبہ انگلستان سمیت 6 ممالک میں سنایا گیایعنی جاپان، جرمنی، ماریشس، امریکہ اور ڈنمارک۔

23جون 1991ء:حضور کا خطبہ عید الاضحیٰ 24 ممالک میں سنایا گیا۔

جولائی 1991ء: جلسہ سالانہ انگلستان پر حضور کے خطابات 11 ممالک میں براہ راست سنے گئے۔ان کا سات زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔

جولائی 1992ء:جلسہ سالانہ انگلستان براہ راست ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔

21/اگست 1992ء:حضور کے خطبات جمعہ سیٹلائٹ کے ذریعہ 4 براعظموں میں نشر ہونا شروع ہوئے یعنی یورپ، ایشیا، افریقہ، آسٹریلیا۔

7/جنوری 1994ء سے باقاعدہ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کی روزانہ سروس کا آغاز ہوا اور یورپ میں تین گھنٹے روزانہ اور ایشیا اور افریقہ میں روزانہ بارہ گھنٹے کے پروگرام نشر ہونا شروع ہوئے۔

یکم اپریل 1996ء-- 24 گھنٹے کی نشریات

اس تاریخی دن ایم ٹی اے کی 24 گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔اس موقعہ پر لندن میں ایک بہت پرمسرت تقریب منعقد ہوئی جس سے حضور نے خطاب فرمایا اور ایم ٹی اے کی تاریخ مقاصد اور درپیش مشکلات اور افضال الٰہی پر جذب وکیف کے عالم میں وجد آفریں خطاب فرمایا۔اس کے مختلف حصے متفرق ابواب میں درج کئے جائیں گے۔یہ خطاب تمام دنیا کی جماعتوں نے براہ راست سنا اور اس دن کو جشن کے طور پر منایا۔

21/جون 1996ء دو طرفہ رابطے

اس نادر نظام نے ایک اور اہم موڑ لیا۔حضورؒ کے سفر کینیڈا کے موقعہ پر دوطرفہ رابطوں کا سلسلہ شروع ہوا۔اس طرح کہ انگلستان میں حضورؒ کا خطبہ نشر ہو رہا تھا اور لندن کی تصاویر کینیڈا پہنچ رہی تھی اور تمام دنیا کے احمدی ان دونوں تصاویر کو بیک وقت دیکھ کر حمد وثنا کر رہے تھے۔

حضورؒ نے اس موقعہ پر فرمایا:

’’گزشتہ ایک موقعہ پر میں نے جماعت سے یہ گزارش کی تھی کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ دن آئیں گے جب ہم دو طرفہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔پس آج کے مبارک جمعہ سے اس دن کا آغاز ہو رہا ہے۔اس وقت انگلستان میں مختلف مراکز میں بیٹھے ہوئے احمدی ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ان کی تصاویر یہاں پہنچ رہی ہیں اور بیک وقت ہم ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں..اب دیکھ لیجئے امام مسجد لندن عطاء المجیب راشد وہ ہمیں سامنے دکھائی دے رہے ہیں۔وہ مجھے دیکھ رہے ہیں۔میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔ان کے پیچھے جو مختلف احباب جماعت لندن کے کھڑے ہیں وہ بھی ہاتھ ہلا رہے ہیں اور بیک وقت ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں اور مجھے وہ سن رہے ہیں لیکن ان کے دل کی دھڑکن مجھے بھی سنائی دے رہی ہیں۔یہ دراصل ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جو ایک پہلو سے تو بارہا پوری ہوچکی۔اب ایک نئے پہلو سے بھی پوری ہو رہی ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بہت بلند فرمائے۔بہت بڑے بزرگ بہت پائے کے امام تھے اور عارف باللہ تھے اس میں قطعاً ایک ذرے کا بھی شک نہیں۔آپ نے فرمایا ہمارے امام القائم کے زمانے میں یعنی حضرت مسیح موعود ومہدی معہود کے زمانے میں مشرق میں رہنے والا مومن مغرب میں رہنے والے اپنے دینی بھائی کو دیکھ سکے گا۔اس طرح مغرب میں بیٹھا ہوا مومن اپنے مشرق میں مقیم بھائی کو دیکھ سکے گا۔جہاں تک دو طرفہ روایت کا تعلق ہے وہ تو بالبداہت درج ہے اور بعینہ اسی طرح ہو رہا ہے۔لیکن جہاں تک آواز کا تعلق ہے یہ پیشگوئی نہیں تھی کہ دونوں ایک دوسرے کو بھی سن سکیں گے۔پس ایک طرف سے تو یہ آواز پہنچ رہی ہے اور تصویر بھی اور دوسری طرف بھی تصویریں بھی پہنچ رہی ہیں اور یہ آغاز ہے آگے ان شاء اللہ ایسے دن آئیں گے کہ مشرق ومغرب کی جماعتیں ٹیلی ویژن کے اعلیٰ انتظامات کے ذریعے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکیں گی۔ایک ایسا عالمی جلسہ ہوگا جس کی کوئی نظیر کبھی دنیا میں پیش نہیں کی جاسکتی، نہ کی جاسکے گی۔اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اتنے ہیں اور اتنے برس رہے ہیں کہ بارش کے قطروں کی طرح ان کا شمار ممکن نہیں رہا۔لیکن اس کے باوجود جو عشق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ سے تھا۔اس میں بارش کے قطروں کے ان گنت ہونے سے ذرہ بھر بھی اظہار محبت میں کمی نہیں آتی تھی۔بلکہ آنحضور کے متعلق یہ پختہ مصدقہ روایات ہے کہ بعض دفعہ بارش ہوتی تو بارش کا پہلا قطرہ اپنی زبان نکال کے زبان پر لے لیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتے۔وہ بارش جو بے انتہا ہوتی ہے جس کے قطروں کا شمار ممکن نہیں اس میں پہلے قطرے کو زبان پر لے لینا ایک بے انتہا عشق کا اظہار ہے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 9/ اگست 1997ء)

7/ جولائی 1996ء

یکم اپریل 1996ء سے شروع ہونے والی 24 گھنٹے کی نشریات سے مشرق وسطیٰ کے بعض ممالک اور افریقہ اور مشرق بعید کے ممالک محروم تھے۔

7/جولائی 1996ء سے گلوبل بیم کے ذریعہ ان ممالک تک بھی ایم ٹی اے کی نشریات پہنچانے کا انتظام ہوگیا۔اس سلسلہ میں محمود ہال لندن میں ایک نہایت مبارک تقریب ہوئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی موجودگی میں افریقن احباب، بچوں، نوجوانوں اور مستورات نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید پر مشتمل گیت گائے اور افریقن ممالک سے اس دن کے لئے تیار کردہ خصوصی پروگرام دکھائے گئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 19/ جولائی 1996ء)

دوسرا رُخ۔ریکارڈنگ کا نظام

اس سفر کی دوسری پٹڑی فونوگراف کے ذریعہ ریکارڈنگ سے تیار ہوئی اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ مالیر کوٹلہ کے پاس ایک فونوگراف تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پتہ چلا تو آپ نے انہیں خط لکھا کہ جب قادیان آئیں تو فونوگراف لیتے آئیں۔حضور اقدسؑ کا منشاء تھا کہ حضور کی تقریر اس میں ریکارڈ کرکے بیرونی ممالک میں بھیجی جائے جو دعوت الی اللہ کا موجب ہو۔

20/نومبر 1901ء کو قادیان میں فونوگراف میں ریکارڈنگ کی بابرکت تقریب منعقد ہوئی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موقعہ پر ایک نظم تحریر فرمائی جس کا پہلا شعر یہ ہے:

آواز آ رہی ہے یہ فونو گراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف وگزاف سے

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے اسی وقت یہ نظم اور حضور کے نعتیہ قصیدہ:

عجب نوریست درجان محمدؐ
عجب لعلیست درکان محمدؐ

کے اشعار خوش الحانی سے ریکارڈ کئے۔اس کے بعد حضرت مولوی صاحب کی آواز میں قرآن شریف کی تلاوت ریکارڈ کی گئی۔اسی روز بعد نماز عصر قادیان کے آریوں شرمپت وغیرہ مردوں اور ہندو عورتوں کو یہ ریکارڈ سنایا گیا۔بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ایک مختصر تقریر جو سورہ عصر کی تفسیر پر مشتمل تھی ریکارڈ کی گئی۔

(اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 474-479 ملک صلاح الدین صاحب طبع اول قادیان 1952ء)

گوحضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک آواز ریکارڈ نہ ہوسکی اور دیگر آوازیں بھی ضائع ہوگئیں۔مگر یہ واقعہ آئندہ ہونے والے واقعات کے لئے تمہید بن گیا اس کے بعد جماعت میں ٹیپ ریکارڈنگ کا دور شروع ہوا اور جلسہ سالانہ 1951ء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تقاریر ریکارڈ کی گئیں۔یہ سعادت مکرم سید عبد الرحمٰن صاحب (متوطن امریکہ) کے حصہ میں آئی۔

(اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 425)

27/ دسمبر 1952ء۔اس وقت حضرت مصلح موعودؓ کی قدیم ترین ٹیپ شدہ تقریر جلسہ سالانہ 1952ء کی ہے۔بعنوان تعلق باللہ۔

دسمبر 1953ء:سیر روحانی کے سلسلہ کی مشہور تقریر نوبت خانے ریکارڈ کی گئی جو جماعت میں بہت مقبول ہے۔

خلافت ثانیہ میں حضرت مصلح موعودؓ کی چند مختصر ویڈیو فلمیں تیار کی گئیں۔دسمبر 1960ء حضرت مصلح موعودؓ کے خطاب سے پہلے 1953ء کی تقریر کا ریکارڈ سنایا گیا۔

دسمبر 1961ء جلسہ سالانہ مستورات میں حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر جلسہ سالانہ 1960ء سنائی گئی نیز مردانہ جلسہ گاہ میں

بقیہ صفحہ 11 پر

ابن زاہد شیخ

ذکرِ الٰہی، درود شریف اور استغفار

انسانی زندگی میں ذکرِ الٰہی کی ایک خاص اہمیت ہے۔ تمام مذاہب میں کسی نہ کسی رنگ میں ایسے کلمات اور دعائیں موجود ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے ضروری ہیں لیکن اسلام وہ کامل دین ہے جس نے سب سے کامل اور آخری شریعت قرآن کریم اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ ہمیں ایسے کلمات اور دعائیں سکھائیں جو کہ موسلا دھار بارش کی طرح خدا کے فضل و برکات کا نزول ممکن بناتے ہیں۔ اسی طرح یہ کلمات اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول اور آنحضرت ﷺ سے اکتسابِ فیض کا ذریعہ بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ (البقرہ:153) ترجمہ پس میرا ذکر کیا کرو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لا حول ولا قوۃ إلا باللّٰہ گناہوں سے دوری اور عبادات و اطاعت کی قوت صرف اللہ رب العزت کی طرف سے ہے پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا عبد اللہ بن قیس! کیا میں تمہیں وہ کلمہ نہ بتلاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں ضرور بتایئے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لا حول ولا قوۃ إلا باللّٰہ کہا کرو۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔ یعنی جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔ پھر مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ۔
مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلوٰۃ النافلۃ فی بیتہ وجوازھا فی المسجد)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا کہ ذکر الٰہی سے قویٰ مضبوط ہو جاتے ہیں حتی کہ بوڑھے جوان ہو جاتے ہیں اور اس امر کا ثبوت قرآن شریف سے ہی ملتا ہے۔ حضرت زکریاؑ نے اپنی کمزوری کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا علاج، یہی علاج بتایا ہے کہ تم ذکر الٰہی کرو اور تین روز تک کسی سے کلام نہ کرو۔ چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا اور خدا نے جیتی جاگتی اولاد عطا فرمائی۔ حدیث شریف میں ذکر ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک خادمہ مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اور سوتی دفعہ بھی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہ ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

(الحکم 30/ ستمبر 1903ء)

درود شریف

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۷﴾ (الاحزاب:57) ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان مجھ پر درود بھیجتا ہے تو جب تک وہ مجھ پر درود پڑھتا ہے اس وقت تک فرشتے اس کے لئے درود پڑھتے رہتے ہیں۔ اب وہ شخص چاہے تو اس میں کمی کرے یا چاہے تو اس میں اضافہ کرے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاقامۃ الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبریل نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے تجھ پر درود بھیجا میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو تجھ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔

(مسند احمد حدیث نمبر 15767)

حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا اس سے کہیں بڑھ کر گناہوں کو نابود کرتا ہے جتنا کہ ٹھنڈا پانی پیاس کو اور آپ ﷺ پر سلام بھیجنا گردنوں کو آزاد کرنے سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور آپ ﷺ کی محبت اللہ کی راہ میں جان دینے یا جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔

(در منثور جلد 6 صفحہ 654)

حضرت امام غزالیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضور ﷺ پر درود نہیں بھیجتا تھا۔ ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی اس شخص نے عرض کیا کہ حضور مجھ سے ناراض ہیں اس لئے آپ نے توجہ نہیں فرمائی؟ آپ نے جواب دیا نہیں میں تجھے پہچانتا ہی نہیں۔ اس نے عرض کی حضور آپ مجھے کیسے نہیں پہچانتے؟ علماء کہتے ہیں کہ آپ اپنے امتیوں کو ان کی ماں سے بحق زیادہ پہچانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا علماء نے سچ اور درست کہا لیکن تو نے مجھ پر درود بھیج کر اپنی یاد نہیں دلائی۔ میرا کوئی امتی جتنا مجھ پر درود بھیجتا ہے، اسے اتنا ہی میں پہچانتا ہوں۔ یہ بات اس شخص کے دل میں اتر گئی۔ اس نے روزانہ ایک سو مرتبہ درود پڑھنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے پھر سرور کائنات ﷺ کا دیدار ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اب تجھے پہچانتا ہوں اور میں تیری شفاعت کروں گا۔

(مکاشفۃ القلوب 62-63 مصنفہ امام ابو حامد محمد غزالیؒ مترجم علامہ عنصر صابری چشتی قادری۔ ناشر تصوف پبلیکیشنز رائے ونڈ روڈ لاہور اشاعت 1986ء)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ’’درود شریف کے طفیل۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جاکر آنحضرت ﷺ کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔۔۔ درود شریف کیا ہے۔ رسول ﷺ کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔‘‘

(اخبار الحکم 28/ فروری 1903ء صفحہ نمبر 7)

استغفار

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں روزانہ اللہ کے حضور ستر سے زیادہ مرتبہ استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبیؐ)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سید الاستغفار یہ ہے کہ یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ أَنْتَ۔

اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کیے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں، ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں، مجھ پر جو تیری نعمتیں ہیں ان کا اقرار کرتا ہوں، اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ معاف نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اسی دن شام ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر اس کا صبح ہونے سے پہلے انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب أفضل الإستغفار)

ایک شخص نے حسن بصری رحمہ اللہ کو خشک سالی کی شکایت کی تو حسن بصری رحمہ اللہ نے انہیں کہا اللہ سے استغفار کرو۔ دوسرے شخص نے حسن بصری رحمہ اللہ کو تنگ دستی کی شکایت کی تو حسن بصری رحمہ اللہ نے انہیں کہا اللہ سے استغفار کرو۔ تیسرے شخص نے حسن بصری رحمہ اللہ سے اولاد کیلئے دعا کی درخواست کی تو حسن بصری رحمہ اللہ نے انہیں کہا اللہ سے استغفار کرو۔ چوتھے شخص نے حسن بصری رحمہ اللہ کو اپنے باغ کے خشک ہو جانے کی شکایت کی تو حسن بصری رحمہ اللہ نے انہیں بھی کہا اللہ سے استغفار کرو۔ تو ہم نے اُن سے سب کو یکساں جواب دینے کے بارے میں استفسار کیا تو حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا میں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی کیونکہ اللہ تعالیٰ سورہ نوح میں فرماتے ہیں فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ﴿ۙ۱۱﴾ یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا ﴿ۙ۱۲﴾ وَّیُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِیۡنَ وَیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ جَنّٰتٍ وَّیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ اَنۡہٰرًا ﴿ؕ۱۳﴾ (نوح:11-13) ترجمہ: پس میں نے کہا اپنے رب سے بخشش طلب کرو یقیناً وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر لگاتار برسنے والا بادل بھیجے گا اور وہ اموال اور اولاد کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغات بنائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا۔

(تفسیر قرطبی:18 / 301 – 303)

حضرت مولانا غلام رسول صاحبؓ راجیکی بیان کرتے ہیں کہ قادیان مقدس میں جب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعتِ راشدہ سے مشرف ہؤا تو حضور اقدس علیہ السلام نے از راہ نصیحت فرمایا کہ نمازوں کو سنوار کر پڑھنا چاہیے اور مسنونہ دعاؤں کے علاوہ اپنی مادری زبان میں بھی دعا کرنی چاہیے۔ مولوی امام الدین صاحبؓ نے عرض کیا کہ حضور کیا مادری زبان میں دعا کرنے سے نماز ٹوٹ تو نہ جائے گی۔ حضور اقدس فداہ نفسی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا نماز ٹوٹی ہوئی تو پہلے ہی ہے ہم نے تو نماز جوڑنے کے لئے یہ بات کہی ہے۔ اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود الصلوٰۃ و السلام نے ہمیں کثرت سے درود شریف اور استغفار پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔

مجھے ایک عرصہ تک درود و استغفار کی کثرت کے متعلق خلجان رہا کہ کثرت سے نہ معلوم کتنی تعداد مراد ہے۔ تب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام مجھے بحالت کشف ملے اور میری بیعت لی اور فرمایا کہو استغفر اللّٰہ ربّی من کل ذنب و اتوب الیہ مائۃ مرّۃ

بقیہ صفحہ 3 پر

حنیف احمد محمود

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

قسط 6

خاکسار کا ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان کے تحت بالاقساط الفضل آن لائن میں جگہ پا رہا ہے۔ اب تک اس کی پانچ اقساط منظر عام پر آ چکی ہیں۔ جلسہ سالانہ نمبر 2022ء کی تیاری کے دوران مکرم فخر الحق شمس کا مضمون بعنوان صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی عقیدت کے واقعات نظروں سے گزرا۔ ان واقعات میں سے ایک واقعہ کو اس مضمون کی مناسبت سے قسط 6 بنا کر ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ اس سے قبل کی اقساط میں سے کچھ واقعات خاکسار نے 2019ء میں مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے سیرالیون جلسہ سالانہ میں 24700 سامعین کے سامنے خطبہ جمعہ دیتے ہوئے بیان کیے تھے۔ جس میں نائب صدر مملکت نے اپنی کیبنیٹ ممبران کے ہمراہ اور سینکڑوں اعلی سرکاری و نجی شخصیات نے شرکت کی تھی اور احمدی نہ ہوتے ہوئے بھی ہماری اقتداء میں نماز جمعہ ادا کی تھی۔ الحمد للہ علی ذالک

حضرت ابوبکرؓ کی قربانی کی یاد تازہ ہوگئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 28/ مئی 1900ء کو ایک اشتہار دیا کہ حدیث نبویؐ میں مسیح موعود کے منارہ شرقی کے قریب اترنے کی پیشگوئی ہے جو وسیع معانی پر مشتمل ہے لیکن اس کو ظاہری شکل میں پورا کرنے کے لئے کئی مصالح کی خاطر ہم ایک منارہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے حضورؑ نے احباب جماعت کو مالی قربانی کی تحریک کی تو اخلاص و وفا کی بے نظیر مثالیں رقم ہوئیں۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 288)

ان جاں نثاروں میں سے ایک حضرت منشی شادی خان رضی اللہ عنہ بھی تھے ان کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں:

’’دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھلائی ہے۔میاں شادیخاں لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں اور اب اس کام کے لئے دو سو روپیہ چندہ بھیج دیا ہے اور یہ وہ متوکل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام جائیداد پچاس روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ’’چونکہ ایام قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کر لیں۔ اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھا سب بھیج دیا اور درحقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد3 صفحہ 315)

حضرت منشی صاحب نے جب حضور کا یہ ارشاد سنا تو سوچا کہ ابھی ابوبکر کی قربانی میں کچھ کسر رہ گئی ہے اور گھر میں جو چارپائیاں تھیں ان کو بھی فروخت کر ڈالا اور ان کی رقم بھی حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔

(تاریخ احمدیت جلد3)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب 1900ء میں ایک اشتہار کے ذریعہ منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے مالی قربانی کی تحریک فرمائی تو 101 صحابہ کی فہرست بھی شائع کی اور ان سے کم از کم ایک ایک سو روپیہ چندہ کا مطالبہ فرمایا کیونکہ کل تخمینہ اخراجات دس ہزار روپیہ تھا۔ یہ اعلان بھی فرمایا کہ اس تحریک میں مطلوبہ چندہ دینے والوں کے نام بطور یادگار مینار پر کندہ کئے جائیں گے۔ اس تحریک میں جس ذوق وشوق اور روح پرور جذبہ کا مظاہرہ ہوا وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔

چنانچہ منارہ کی تکمیل پر 298 مخلصین کے نام کندہ ہوئے جنہوں نے کم از کم سو سو روپیہ چندہ دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ ایسے ہی سرفروشوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر دین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی ہیں جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ وہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر للہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 313)

حضرت ابوبکرؓ کی طرح

اکتوبر 1899ء میں اپنے اشتہار بعنوان ’’جلسہ الوداع‘‘ میں وفد نصیبین کے اخراجات کے متعلق تحریر فرمایا۔

’’منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری ساکن اوجلہ ضلع گورداسپور نے باوجود قلت سرمایہ کے ایک سو پچیس روپے دیئے ہیں۔ میاں جمال الدین کشمیر ساکن سیکھواں ضلع گورداسپور اور ان کے دو برادر حقیقی میاں امام الدین اور میاں خیرالدین نے پچاس روپے دیئے ہیں۔ ان چاروں صاحبوں کے چندہ کا معاملہ نہایت عجیب اور قابل رشک ہے کہ وہ دنیا کے مال سے نہایت ہی کم حصہ رکھتے ہیں گویا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ گھروں میں تھا وہ سب لے آئے ہیں اور دین کو آخرت پر مقدم کیا جیسا کہ بیعت میں شرط تھی۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 166)

ان عشاق خدام نے اس زمانہ میں مسیح موعود کی تحریک پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا مگر ان کے نام خدا کے ابدی رجسٹر میں لکھے گئے وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے۔ انہوں نے دین خدا کی نصرت کی۔ خدا کی نصرت نے ان کی اولادوں کو اس قدر نوازا کہ ان کی جھولیاں بھر گئیں اور ان سے سنبھالا نہیں جاتا۔

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

تین ایمان افروز واقعات

خاکسار کو جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کے موقع پر Reserve کرسیوں کا پاس جاری ہوا تھا۔ جس کا انکلیو سٹیج کے بالکل قریب بائیں طرف تھا۔ اس کے اردگرد نوجوان خدام چاک وچوبند ڈیوٹی دے رہے ہوتے تھے۔ انکلیو میں سے کسی ایک دوست نے ڈیوٹی پر کھڑے خادم سے قریب سے گزرنے والے دوست کو بلوانے کو کہا۔ ڈیوٹی پر تعینات نوجوان نے کہا کہ

I can`t move from here,I am on duty

تاہم اس نوجوان نے کسی اور کو کہہ کر مطلوبہ شخص کو بلوا دیا۔

اسی طرح انکلیو میں سے ایک دوست نے ڈیوٹی پر مامور نوجوان کو اپنے موبائل سے Snape لینے کی درخواست کی۔ اس نوجوان نے یوں جواب دیا

I can`t do that right now.I am on duty

اس سے ملتا جلتا واقعہ جلسہ گاہ سے اگلے روز مسجد مبارک اسلام آباد میں اس وقت دیکھنے کو ملا۔ جب حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ ظہر وعصر کی نمازوں کی امامت کے لئے تشریف لانے والے تھے اور نمازوں کے بعد حضور انور نے نکاحوں کا اعلان فرمانا تھا۔ محرابوں کے پاس روسٹرم ذرا ٹیڑھا تھا۔ کسی عہدیدار نے سیکیورٹی پر مامور عملہ حفاظت کے ایک دوست سے اسے سیدھا کرنے کو کہا۔ عملہ حفاظت کے اس دوست نے دو خدام کو اشارہ کر کے بلوایا تا وہ اسے سیدھا کر دیں اور خود اپنی ڈیوٹی پر کھڑا رہ کر نگرانی کرتا رہا۔

اللہ اکبر! یہ وہ واقعات ہیں جن سے ملتے جلتے واقعات آج سے 1400سال قبل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ملتے ہیں اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مبارک پیش گوئی کو بار بار پورا ہوتا دیکھتے ہیں۔

آنحضورؐ کے دور میں

- حضرت طلحہؓ احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے اور آپ سے موت پر بیعت کی۔ مالک بن زُھیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیر مارا تو حضرت طلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے بچایا۔ تیر ان کی چھوٹی انگلی میں لگا جس سے وہ بے کار ہوگئی۔ جس وقت انہیں تیر لگا، تو تکلیف سے ان کی ’سی‘ کی آواز نکلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ بسم اللہ کہتے تو اس طرح جنت میں داخل ہوتے کہ لوگ انہیں دیکھ رہے ہوتے۔ بہرحال تاریخ کی ایک کتاب میں آگے لکھا ہے کہ جنگِ احد کے اس روز حضرت طلحہؓ کے سر میں ایک مشرک نے دو دفعہ چوٹ پہنچائی۔ ایک مرتبہ جبکہ وہ اس کی طرف آ رہے تھے۔ دوسری دفعہ جبکہ وہ اس سے رخ پھیر رہے تھے۔ اس سے کافی خون بہا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء 3 صفحہ 162-163 طلحہ بن عبید اللہ قریشی دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء بحوالہ خطبہ جمعہ 13/ مارچ 2020ء)

- حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب احد کی جنگ ہوئی تو لوگ شکست کھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو گئے اور حضرت ابوطلحہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپؐ کو اپنی ڈھال سے آڑ میں لیے کھڑے رہے اور حضرت ابوطلحہؓ ایسے تیرانداز تھے کہ زور سے کمان کھینچا کرتے تھے۔ انہوں نے اس دن دو یا تین کمانیں توڑیں۔ یعنی اتنی زور سے کھینچتے تھے کہ کمان ٹوٹ جاتی تھی اور جو کوئی آدمی تیروں کا ترکش اپنے ساتھ لیے گزرتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے کہ ابوطلحہؓ کے لیے پھینک دو یعنی کہ دوسروں کو بھی نصیحت کرتے کہ یہ بہت تیر انداز ہیں۔ اپنے

تیر بھی انہی کو دے دو۔ یہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھا کر لوگوں کو دیکھتے تو حضرت ابوطلحہؓ کہتے

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَا يُصِيبُكَ سَهْمٌ، نَحْرِي دُوْنَ نَحْرِكَ

میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! سر اٹھا کر نہ دیکھیں۔ مبادا ان لوگوں کے تیروں میں سے کوئی تیر آپؐ کو لگے۔ میرا سینہ آپؐ کے سینے کے سامنے ہے۔

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب المغازی باب اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا ...الخ حدیث 4064)

(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 384-385 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 1990ء)

غزوۂ احد میں حضرت ابوطلحہؓ کے اس شعر کے پڑھنے کا بھی ذکر آتا ہے کہ

وَجْهِي لِوَجْهِكَ الْوِقَاءُ
وَنَفْسِي لِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ

میرا چہرا آپؐ کے چہرے کو بچانے کے لیے ہے اور میری جان آپؐ کی جان پر قربان ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 4 مسند انس بن مالک حدیث 13781 عالم الکتب بیروت لبنان 1998ء خطبہ جمعہ 31 جنوری 2020ء)

- جب غارِ ثور تک پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ ابھی یہاں ٹھہریں پہلے مجھے اندر جانے دیں تا کہ میں اچھی طرح غار کو صاف کرلوں اور کوئی خطرے کی چیز ہو تو میرا اس سے سامنا ہو۔ چنانچہ وہ اندر گئے اور غار کو صاف کیا، جو بھی سوراخ اور بل وغیرہ تھے ان کو اپنے کپڑے سے بند کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر آنے کی دعوت دی۔ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی ران پر سر رکھ کر لیٹ گئے اور ایک سوراخ جس کے لیے کپڑا نہ تھا یا شاید اس وقت نظر نہ آیا ہوا اس پر حضرت ابوبکرؓ نے اپنا پاؤں رکھ دیا۔ روایت میں ہے کہ اسی سوراخ سے کوئی بچھو یا سانپ وغیرہ ڈستا رہا لیکن حضرت ابوبکرؓ اس ڈر سے کہ اگر کوئی حرکت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل واقع ہوگا جنبش نہ فرماتے۔ یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آنکھ کھولی تو حضرت ابوبکرؓ کے چہرے کی بدلی ہوئی رنگت کو دیکھ کر پوچھا کہ کیا ماجرا ہے تو انہوں نے ساری بات بتائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک وہاں لگایا اور اس کے بعد پاؤں ایسا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

(شرح الزرقانی جلد 2 صفحہ 121 باب ھجرۃ المصطفیٰ و اصحابہ الی المدینۃ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء، خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24/ دسمبر 2021ء)

- براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احد کے موقع پر جب مشرکین سے مقابلہ کے لیے ہم پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کا ایک دستہ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہما کی ماتحتی میں (پہاڑی پر) مقرر فرمایا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، اس وقت بھی جب تم لوگ دیکھ لو کہ ہم ان پر غالب آگئے ہیں پھر بھی یہاں سے نہ ہٹنا اور اس وقت بھی جب دیکھ لو کہ وہ ہم پر غالب آگئے، تم لوگ ہماری مدد کے لیے نہ آنا۔ پھر جب ہماری مڈبھیڑ کفار سے ہوئی تو ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ میں نے دیکھا کہ ان کی عورتیں پہاڑیوں پر بڑی تیزی کے ساتھ بھاگی جا رہی تھیں، پنڈلیوں سے اوپر کپڑے اٹھائے ہوئے، جس سے ان کے پازیب دکھائی دے رہے تھے۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہما کے (تیر انداز ساتھی کہنے لگے کہ غنیمت غنیمت۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا (اس لیے تم لوگ مال غنیمت لوٹنے نہ جاؤ) لیکن ان کے ساتھیوں نے ان کا حکم ماننے سے انکار کردیا۔ ان کی اس حکم عدولی کے نتیجے میں مسلمانوں کو ہار ہوئی اور ستر مسلمان شہید ہو گئے۔

(بخاری کتاب الْمَغَازِي. بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ)

تمہارے اوپر واجب ہے کہ تم جماعت کو لازم پکڑے رہو اور تفرقہ بازی سے بچو کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو لوگوں کے ساتھ دور رہتا ہے“۔

(الترمذی اب الفتن)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جس شخص نے امیر کی طاعت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تو قیامت کے دن وہ اللہ سے ایسے ملے گا کہ اس کے پاس کوئی حجت نہیں ہوگی اور وہ شخص جس کی گردن میں کسی امیر کی بیعت کا قلادہ نہیں اور اسی حالت میں اس کی موت ہوجائے تو گویا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی“۔

(مسلم کتاب الامارہ)

ایک دوسری روایت میں حضرت معقلؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

”اللہ نے کسی کو ذمہ دار بنایا اور اس نے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے میں جان بوجھ کر کوتاہی کی تو جنت اس پر حرام ہوگی۔“

(بخاری کتاب الاحکام)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

آج بھی ہر مومن کیلئے صلائے عام ہے امام وقت کی نصرت کرے اور آسانی نصرت کو حاصل کرے۔

بقیہ: احمدیت کا فضائی دور...... از صفحہ 8

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تقریر کا ریکارڈ سنایا گیا۔

دسمبر 1963ء جلسہ سالانہ مستورات میں مردانہ جلسہ گاہ کی کئی تقاریر کی ریکارڈنگ سنائی گئی۔

دسمبر 1963ء - 1964ء جلسہ مستورات میں حضرت مصلح موعودؓ کے پیغام کی ریکارڈنگ اور کئی دیگر تقاریر کے ریکارڈ سنائے گئے۔

دسمبر 1965ء جلسہ مستورات میں حضرت سیدہ چھوٹی آپا اور حضرت سیدہ مہر آپا کے خطاب بذریعہ ٹیپ سنے گئے۔

1984ء لندن سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطاب کی کیسٹس تمام دنیا میں بھجوائی جاتی رہیں۔ یہ سلسلہ ایم ٹی اے کے آغاز تک جاری رہا۔

3/ اپریل 1987ء ربوہ میں جماعت احمدیہ پاکستان کی 68ویں مجلس شوریٰ کے لئے حضور کا خصوصی ریکارڈ شدہ پیغام سنایا گیا۔

1989ء صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر حضور کا ویڈیو ریکارڈ شدہ پیغام تمام عالم میں مشتہر کیا گیا۔

الحمد للہ ایم ٹی اے کے ذریعہ یہ دونوں نظام اکٹھے ہوگئے ہیں اور جماعت امام کے براہ راست خطاب بھی سن رہی ہے اور سابقہ خطابوں کی ریکارڈنگ بھی۔ جماعت کی ویب سائٹ alislam.org پر خلفاء کے تمام دستیاب خطبات، خطابات اور دیگر تقاریر آڈیو، وڈیو اور تحریری شکل میں موجود ہیں۔

جو بھی تیرے نیازمند ہوئے
سرنگوں ہو کے سربلند ہوئے
زور مارا ہزار شیطاں نے
دَر نہ جنت کے پھر بھی بند ہوئے
ہم مصائب سے سُرخرو ٹھہرے
ہم حوادث سے ارجمند ہوئے

بقیہ: میر ثناء اللہ ناصر بٹ مرحوم...... از صفحہ 15

ہماری گلی کی ایک غیر احمدی عورت ہے جس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اس کا خاوند کافی عرصہ سے بیمار اور صاحب فراش ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ جس طرح انکل مجھے مشکل کی اس گھڑی میں تسلی اور حوصلہ دیتے ہیں ویسا کبھی میرے اپنے باپ یا سسر نے بھی نہیں دیا۔ انکل ہر دوسرے تیسرے دن آجاتے تھے اور دو دو گھنٹے میرے اور میرے خاوند کے پاس بیٹھتے اور مسلسل ہمت بڑھاتے رہتے تھے۔ میں جب کبھی دکان (میرے بھائی کی دکان ہے جس پر زیادہ تر ابو جان بیٹھا کرتے تھے) پر کوئی چیز لینے جاتی تو مجھ سے پیسے نہ لیتے اور کہتے کہ رہنے دو۔ اپنے پاس رکھو۔ تمہارا شوہر بیمار ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ کہیں نہ کہیں ضرورت پڑ جاتی ہے۔

دعا کی درخواست

معزز قارئین! میرے والد محترم محض ایک والد نہیں تھے۔ آپ ایک عظیم انسان، اعلیٰ استاد، دوست، ہمدرد، انسانیت کے غمگسار اور ہمارے لئے دعاؤں کا خزانہ تھے۔ ایسے انفع الناس و نافع الدین وجود تھے جو روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ ہم اپنے خدا کی رضا پر راضی ہیں اور اس بات سے پناہ مانگتے ہیں کہ کوئی شکوہ شکایت کا کلمہ ہمارے منہ سے نکلے۔ ہم اپنے پیارے آقا ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہی کہتے ہیں کہ

اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا، وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ ـــ لَمَحْزُوْنُوْنَ“

(صحیح بخاری حدیث نمبر 1303)

یقیناً آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے لیکن ہم زبان سے صرف وہی کہیں گے جو ہمارے رب کو پسند ہے اور ہم (اے ابو جان) آپ کی جدائی سے غمزدہ ہیں۔

خاکسار تمام قارئین سے درخواست گزار ہے کہ میرے والد محترم کی مغفرت کی دعا کریں اور یہ بھی دعا کریں کہ اس بہت ہی مشکل گھڑی میں اللہ تعالیٰ ہمارا ہاتھ تھامے رکھے۔ کبھی ہمیں مت چھوڑے۔ کبھی ہم سے ناراض نہ ہو اور اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپے رکھے۔ ہمیں صبر عطاء فرمائے۔ اسلام احمدیت اور خلافت سے جوڑے رکھے۔ خاص طور پر ہماری والدہ محترمہ کو ان حالات میں اللہ تعالیٰ سنبھالے۔ ہمت دے۔ سوچوں اور فکروں سے محفوظ رکھے۔ ہر کام کے اپنی جناب سے سامان کرتا رہے۔ ہمیں حاسدوں، منافقوں اور دشمنوں کے شر سے بھی بچائے۔ والد مرحوم کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

مسعود احمد طاہر۔ نمائندہ الفضل آن لائن گیمبیا

میرے پیارے ابو میر ثناء اللہ ناصر بٹ مرحوم

الفضل آن لائن کے شمارہ مؤرخہ 6/اکتوبر 2022ء ایڈیٹر مکرم ابوسعید صاحب کا ایک آرٹیکل شائع ہوا جس کا عنوان تھا ’’روحانی پروف ریڈنگ‘‘ (https://www.alfazlonline.org/0669793/2022/10//) اس میں موصوف لکھتے ہیں کہ انسان اپنی کتاب زندگی اپنے اعمال سے خود لکھتا ہے جسے اس کی وفات کے بعد پڑھتے اس کے لواحقین ہیں۔ اسی تحریر کے تناظر میں اور ہم سب کے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشاد اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ۔ (سنن ابوداؤد۔ حدیث نمبر 4900) یعنی اپنے وفات شدگان کی خوبیوں کا بیان کیا کرو، کی تعمیل میں آج یہ تحریر لکھنے کی جسارت کر رہا ہے۔ جو کہ میرے پیارے ابو جان مکرم میر ثناء اللہ ناصر بٹ صاحب کے بارے میں ہے۔

میرے والد محترم میر ثناء اللہ ناصر بٹ صاحب مؤرخہ 11/ستمبر 2022ء کو 70 سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

دوستوں سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس و اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ان کو ان ستر ہزار امتیوں میں شامل فرمائے جن کے بارے میں آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ بغیر حساب بخشے جائیں گے۔

(سنن ابن ماجہ۔ حدیث نمبر 4286) آمین

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَارْفَعْ دَرَجَاتِہٖ وَنَوِّرْ مَرْقَدَہٗ وَاَدْخِلْہُ فِیْ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ وَاَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ۔ آمین

وفات

11/ستمبر 2022ء کی صبح آپ کام کے سلسلہ میں باہر گئے۔ دوپہر کو واپس آئے۔ کھانا کھانے کے لئے بیٹھے۔ کھانا ابھی شروع ہی کیا تھا کہ چارپائی پر لیٹ گئے اور بے ہوش ہو گئے۔ فوری ہسپتال لے جایا گیا لیکن ڈاکٹر نے بتایا کہ ان کی آدھا گھنٹہ پہلے وفات ہو چکی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

نماز جنازہ و تدفین

میرے بیٹے عزیزم مسرور احمد طاہر بعمر 11 سال کو ابو جی کی وفات سے کچھ روز قبل خواب آیا تھا کہ ابو جی باہر گھر آئے ہیں اور آ کر لیٹ گئے ہیں اور کسی نے ان کے اوپر سفید کپڑا ڈال دیا ہے اور سب لوگ وہاں اکٹھے ہیں۔ شاید یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس معصوم بچے کو اشارہ تھا کہ تمہارے دادا جان اب جانے والے ہیں۔ گاؤں میں ابو جی کی نماز جنازہ وفات سے اگلے دن مؤرخہ 12/ستمبر کو ہوئی۔ جو بہت سے غیر احمدیوں نے بھی ادا کی۔ بہت سی تعداد ایسے لمبی لمبی داڑھیوں والے مولویوں کی تھی جو جماعت کے بہت خلاف اور کٹر قسم کے مولوی ہیں۔ گو کہ خاکسار میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے وفات کے تین دن بعد پہنچا تھا لیکن جن دوستوں نے رہائش والی جگہ پر نماز جنازہ میں شرکت کی تھی ان میں سے بہت سوں نے مجھ سے بیان کیا کہ اتنا بڑا جنازہ ہم نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ میرے پیارے ابو جان آنحضرت محمد ﷺ کی اس حدیث کے مصداق بنیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

’’جس مسلمان کے جنازے پر ایسے چالیس آدمی کھڑے ہوتے ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ان کی سفارش قبول فرمالیتا ہے۔‘‘

(صحیح مسلم حدیث نمبر 2199)

جب پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک فرمائی کہ پچاس فیصد کمانے والوں کو وصیت کرنی چاہئے۔ تب پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے والد صاحب نے وصیت کی تھی۔ اللہ کے فضل سے مؤرخہ 14/ستمبر 2022ء کو توسیع بہشتی مقبرہ ربوہ میں انکی تدفین عمل میں آئی۔

ہم دعاگو ہیں کہ آپ کے حق میں آنحضرت ﷺ کی وہ حدیث صادق آئے جس میں آپ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس متوفی کی اچھی صفت بیان کی۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ واجب ہوگئی۔ اس پر آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا واجب ہو گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی تم لوگوں نے اچھی صفت بیان کی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

(صحیح مسلم حدیث نمبر 2200)

تعارف خاندان و تعلیم

میرے والد صاحب مکرم میر ثناء اللہ ناصر کے والد کا نام محمد دین تھا۔ آپ 8/اپریل 1952ء کو ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں چندر کے منگولے میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں نارووال شہر سے تقریباً 30 کلومیٹر دور ہے اور گھٹیالیاں جماعت سے تقریباً تین کلومیٹر دور ہے۔ والد صاحب نے ابتدائی تعلیم وہیں سے حاصل کی۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سن 1970ء میں شعبہ تدریس سے منسلک ہو گئے۔ اس کے بعد اردو میں ماسٹرز کیا اور پھر بی ایڈ کیا۔ آپ ساٹھ سال کی عمر تک شعبہ تدریس سے منسلک رہے اور اس دوران استاد، ہیڈ ماسٹر اور کالج میں لیکچرار رہے۔ دوران ملازمت آپ اے ای او (اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر) منتخب ہوئے لیکن احمدی ہونے کی وجہ سے آپ کی پروموشن روک دی گئی۔ اپنی سروس مکمل کرنے کے بعد 2012ء میں آپ ریٹائر ہوئے۔ وفات کے وقت آپ جماعت احمدیہ چوک داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ میں رہائش پذیر تھے۔

خاندان میں احمدیت

والد صاحب کے خاندان میں احمدیت میرے دادا جان (والد صاحب کے والد) محمد دین صاحب کے ذریعہ آئی، جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بیعت کی تھی۔ جبکہ میرے نانا ابوخالد احمد بٹ مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب خالد احمدیت کے بھانجے تھے۔

آپ نے اپنے پیچھے دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اہلیہ اور تین بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔ بڑے بیٹے عزیزم منصور احمد دکاندار ہیں۔ چھوٹا بیٹا خاکسار مسعود احمد طاہر مربی سلسلہ اور سب سے چھوٹے بیٹے عزیزم دلاور بٹ ٹیچر ہیں۔

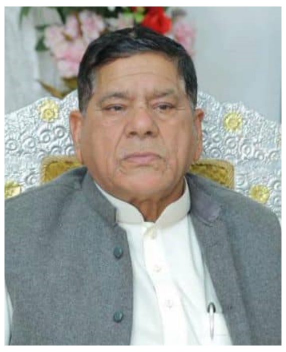

خدا تعالیٰ کا نشان

میرے والدین کی شادی کے بعد سولہ سال تک کوئی اولاد نہیں تھی۔ گو بچے پیدا ہوئے تھے لیکن بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ 4/اپریل 1987ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب وقف نو کی بابرکت تحریک کا اعلان فرمایا تو اس میں آپ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ اس تحریک کی برکت سے اللہ تعالیٰ بے اولادوں کو اولاد عطاء فرما دے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اس نیت کی، اس نذر کی برکت سے بعض ایسے خاندان جن میں اولاد نہیں پیدا ہو رہی اور ایسے میاں بیوی جو کسی وجہ سے اولاد سے محروم ہیں اللہ تعالیٰ اس قربانی کی روح کو قبول فرماتے ہوئے ان کو بھی اولاد دے دے۔‘‘

(خطبات طاہر جلد 6 صفحہ 248)

میرے والد صاحب نے اسی وقت حضورؒ کی خدمت میں لکھ دیا کہ اس وقت میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ لیکن اگر میری اولاد ہوئی تو میں اسے وقف کرنے کا عہد کرتا ہوں۔ اس پر تقریباً گیارہ ماہ کے بعد یکم مارچ 1988ء کو میری پیدائش ہوئی۔ یوں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں سے میرے والد صاحب کو اپنے پیار کا نشان دکھایا۔

عبادات

آپ بظاہر نظر دنیا دار نظر آتے تھے، لیکن جو آپ کے قریب تھے ان کو علم تھا کہ آپ خدا تعالیٰ کی توحید میں فنا تھے۔ آپ کی زبان ہر وقت خدائے پاک کی حمد سے تر رہتی۔ پانچ وقت نماز اور مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے میں ایک مثال تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ مجھ سے فون پر بہت اہم بات کر رہے ہوتے، لیکن نماز کا وقت ہو جاتا تو وہیں کہہ دیتے کہ میں اب نماز کے لئے جا رہا ہوں۔ باقی بات بعد میں ہوگی۔ (پاکستان اور گیمبیا میں وقت کا فرق ہے)۔ میں کہتا کہ ابو جی! ابھی تو نماز میں بیس پچیس منٹ ہیں۔ تو کہتے کہ بیٹا تسلی سے وضو کر کے جا کر نفل پڑھ کر نماز کے انتظار میں بیٹھنا چاہئے نہ کہ بھاگ کر نماز میں شامل ہوا جائے۔ تمام افرادِ جماعت گواہی دیتے ہیں کہ فجر کی نماز پر سب سے پہلے آتے۔ مسجد کا دروازہ کھولتے۔ صفیں بچھاتے اور باقی نمازیوں کا انتظار کرتے۔ کم ہی ایسا ہوتا کہ فجر پہ کوئی ان سے پہلے مسجد آیا ہو۔

آپ نماز تہجد بڑی باقاعدگی سے بلاناغہ اور لمبی، خشوع و خضوع والی، دعاؤں سے بھرپور پڑھتے۔ رات کو ایک بجے کے قریب اٹھ جاتے اور گھنٹوں نوافل ادا کرتے۔ ایک دوست مکرم فیاض احمد نے ایک بار کہا کہ آپ دن بھر بھی سفر میں رہتے ہیں اور رات کو بھی جاگتے رہتے ہیں۔ آرام بھی کیا کریں۔ تو جواب دیا کہ اگلے جہان جا کر آرام ہی کرنا ہے۔ اس جہان تو جاگ کر اگلے جہان کے لئے کچھ کر لیں۔ میرے افریقہ آنے کے بعد میرے بیوی بچے کچھ عرصہ گھر میں ان کے ساتھ رہتے تھے۔ میری اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ رات کو جس وقت بھی میری آنکھ کھلی میں نے ابو جی کو جاگتے ہوئے پایا۔ یا آپ نوافل ادا کر رہے ہوتے یا پھر صحن میں ٹہل رہے ہوتے اور کہتے کہ بیٹا بے فکر ہو کر سو جاؤ۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ میں جاگ رہا ہوں۔

جماعت سے تعلق

میرے پیارے ابو جان جماعت کے ساتھ ابتداء سے بہت منسلک تھے اور جماعت کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

دن ہو یا رات ہر وقت جماعتی کام اور خدمت کے لئے تیار رہتے۔ جماعت کی طرف سے آدھی رات کو بھی بلایا جاتا تو آپ فوراً حاضر ہو جاتے۔ آپ تقریباً عرصہ پچیس سال تک سیکرٹری مال رہے اور باحسن اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ اس کے علاوہ آپ سیکرٹری تحریک جدید بھی رہے۔ حلقہ کی سطح پر آپ کو سیکرٹری تعلیم حلقہ کے طور پر بھی بھرپور خدمت کا موقع ملا۔

جماعتی لحاظ سے بہت مضبوط ایمان کے مالک تھے۔ سچے اور حقیقی احمدی تھے۔ بہت بہادر اور نڈر۔ مخالفت کی ذرہ پرواہ نہ کرتے اور نہ گھبراتے۔ اس قدر وسیع تعلقات ہونے کے باوجود کبھی کسی سے نہیں چھپایا کہ احمدی ہیں۔ ہر ایک کو معلوم تھا کہ آپ بڑے پکے احمدی ہیں۔ علاقہ میں جماعت کی اس قدر مخالفت کے باوجود آپ نے جس سکول میں بھی نوکری کی، اس سکول کے اپنے نام سے لیٹر پیڈ بنوائے اور اوپر ہیڈنگ پر حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی نہ کوئی تحریر لکھوائی اور مخالفت کی بالکل پرواہ نہ کی۔ جیسے ''حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولی ہیں۔ باقی سب اس کے ظل ہیں۔'' اور ''قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں۔''

حلقہ کی جماعتوں میں جہاں بھی کوئی جماعتی پروگرام ہوتا وہاں لازمی جاتے اور شامل ہوتے۔ علاقے بھر میں کسی احمدی دوست کی وفات ہوتی تو نماز جنازہ میں نہ صرف خود لازمی شامل ہوتے بلکہ فوری طور پر حلقہ کے افراد کو اطلاع کرتے اور انکو بھی شامل ہونے کی تاکید کرتے۔ جماعت کی طرف سے ملنے والی ذمہ داری اس قدر فکر سے ادا کرتے تھے کہ جس دن وفات ہوئی اس دن بھی باہر سے واپس گھر آتے ہوئے راستے میں ایک دوست کو فون کر کے چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کی توجہ دلائی اور پھر اس کے گھر جا کر چندہ لے کر آئے۔ یوں وفات کے وقت سے کچھ دیر پہلے بھی جماعتی خدمت میں مصروف تھے۔

خلافت سے تعلق

خلافت سے آپ کو حد درجہ محبت بلکہ عشق تھا۔ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ بڑی باقاعدگی سے اور بڑے انہماک سے سنتے۔ بچوں سے بے انتہاء پیار کرتے تھے۔ ان کو نہ خود ڈانتے اور نہ کسی کو مارنے دیتے، لیکن خطبہ کے دوران کسی قسم کی بھی شرارت یا شور برداشت نہ کرتے۔ ہمیں ہمیشہ خلافت سے زندہ تعلق رکھنے، اطاعت کرنے اور باقاعدہ خط لکھنے کی تلقین کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبات، تقاریر اور مجالس سوال وجواب کے تو دیوانے تھے۔ موبائل پر فارغ اوقات میں ان کے خطبات سنتے رہتے۔ رات کے وقت جب بھی میری فون پر بات ہوتی تو ہمیشہ بتاتے کہ میں حضرت خلیفہ رابعؒ کی ایک تقریر یا پھر مجلس سوال وجواب سن رہا تھا۔ خطبات طاہر کی کوئی نہ کوئی جلد ہمیشہ ان کے زیر مطالعہ ہوتی تھی۔ وفات کے وقت بھی جلد نمبر 3 زیر مطالعہ تھی۔

اخلاق فاضلہ

ہم سب کے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

اَکۡمَلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِیۡمَانًا اَحۡسَنُھُمۡ خُلُقًا

(جامع ترمذی حدیث نمبر 1162)

مومنوں میں سے ایمان میں سب سے کامل وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے۔

اسی طرح کہتے ہیں کہ دنیا میں آپ کا حقیقی مقام وہی ہے جس کا اظہار لوگ آپ کی غیر موجودگی میں کرتے ہیں۔ میرے والد محترم ایسے اعترافات دنیا کا مجسمہ تھے۔ آپ کے افسوس کے لئے آنے والے ہر فرد بشر کے ہر بیان نے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کی کہ وہ انتہائی درجہ کے نافع الناس وجود تھے۔ خدا کے ساتھ تعلق ہو یا اس کی مخلوق کے ساتھ پیار وشفقت کا تعلق، ہر میدان میں اپنی مثال آپ تھے۔ راتوں کو خدائے بزرگ و برتر کی عبادات میں مشغول رہتے تو دن کو مخلوق خدا کی مدد کے لئے کوشاں رہتے۔

سلام میں پہل

سامنے والا چھوٹا ہو یا بڑا، سلام میں ہمشہ پہل کرتے۔ ایک دوست مکرم ندیم احمد گل کہتے ہیں کہ میں بھی ہر نماز پر مسجد آتا تھا۔ میں نے بہت دفعہ کوشش کی کہ ان سے پہلے میں اُن کو سلام کروں۔ لیکن انہوں نے کبھی مجھے جیتنے کا موقع نہ دیا۔

تربیت اولاد اور نصیحت کا انداز

آپ کا اولاد کی تربیت کا انداز نہایت حکیمانہ اور مشفقانہ تھا۔ آپ نے کبھی کوئی بات ہمارے اوپر ٹھونسی نہیں۔ زبردستی نافذ نہیں کی بلکہ ہمیشہ پیار اور دلیل کے ساتھ سمجھاتے اور قائل کرتے۔ بچپن میں رات کے وقت ہمیں ساتھ لے کر بیٹھتے اور جماعت کے عقائد، خلافت کی برکات اور عمومی جماعتی تعلیم بتاتے اور دلائل سمجھاتے۔ پھر بعد میں پوچھ کر جائزہ بھی لیتے کہ ہم سمجھے بھی ہیں یا نہیں۔ انہوں نے ہمیشہ نہ صرف نماز کی طرف بھرپور توجہ دلائی بلکہ نماز نہ پڑھنے پر سختی بھی کرتے۔ ہمیشہ کہتے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو جو نعمتیں دیں ہیں ان پر خدا کا بہت شکر ادا کیا کرو اور دعا کیا کرو۔ احمدیت کی محبت اور سچائی کو ہمارے دل میں بٹھاتے۔ ایم ٹی اے دیکھنے کی ہمیشہ نصیحت کرتے۔ وہ باپ سے زیادہ ہمارے دوست تھے اور ہم اپنی ہر بات ان کے ساتھ شیئر کرتے تھے۔ جب بھی کوئی مسئلہ ہوتا ان کو بتاتے اور وہ ہم کو حوصلہ، تسلی اور قیمتی مشورے کے ساتھ ہمیشہ تیار کھڑے ملتے۔

میرے ساتھ ابو جی کا ایک خاص تعلق تھا جو دوسرے بھائیوں کے ساتھ بھی نہیں تھا۔ میرے وہ بہت قریبی اور بہترین دوست تھے۔ میں ان کے ساتھ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات بھی شیئر کرتا تھا اور بلا جھجک کرتا تھا۔ اگر فیلڈ میں مجھے اللہ تعالیٰ کوئی چھوٹی سی کامیابی بھی دیتا یا فیلڈ میں کوئی دوست میری ہلکی سی تعریف بھی کرتا تو آپ کو بے انتہاء خوشی ہوتی۔ اس دن چہرہ پر ایک عجیب سی چمک ہوتی۔ ہر ایک کو بتاتے پھرتے کہ فلاں نے میرے بیٹے کے بارے میں یہ کہا ہے۔ گھر آ کر کہا کرتے تھے کہ جو میرے بیٹے کی تعریف کرتے ہیں میرا دل کرتا ہے کہ جا کر ان کے پاس بیٹھا رہوں اور ان سے باتیں سنتا رہوں۔ جب وہ اس طرح میرے بیٹے کی تعریف کرتے ہیں تو میں خوشی سے جوان ہو جاتا ہوں۔ میرے لئے بھی ان کی خوشی بہت معنی رکھتی تھی۔ میں ان کی خوشی کے لئے ہر ممکن کوشش کر گزرتا تھا۔ مجھے ہمیشہ کہتے تھے کہ میری دعائیں سایہ کی طرح تمہارے ساتھ ہیں۔ میں اپنی بھرپور دعاؤں کے ساتھ تمہاری مدد کر رہا ہوں۔ اس لئے پریشان نہیں ہونا۔ خدا تمہیں ضائع نہیں کرے گا۔ تم بھی میرے لئے اور اپنے لئے دعا کیا کرو۔ ہمیں ہمیشہ نصیحت کرتے کہ جماعت کے ساتھ تعلق کبھی کمزور نہ پڑنے دینا اور خلافت کو کبھی مت چھوڑنا۔ ہمارے پاس سب کچھ خلافت کی برکت سے ہی ہے۔ جب پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میری تقرری گیمبیا فرمائی تو ہم چونکہ تین مربیان ایک ساتھ گیمبیا آ رہے تھے اس لئے میرے والد صاحب نے مجھے الوداع کرتے وقت ملک گیمبیا کو مخاطب کرتے ہوئے ان الفاظ میں تحریر لکھی:

''اے سرزمینِ گیمبیا! السلام علیکم۔ تجھے مبارک ہو کہ خلیفہ وقت کی امانتیں تمہارے سپرد کی جا رہی ہیں۔ انہیں سنبھال کے رکھنا ورنہ خدا تعالیٰ تمہارا کوئی عذر قبول نہیں کرے گا۔ اے سرزمینِ گیمبیا! خلیفہ وقت کی امانتیں سنبھال کے رکھنا ورنہ تیرا کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔''

مسجد میں اگر کوئی بچہ شرارت کرتا تو ڈانٹنے کی بجائے اس کو پیار سے بُلا کر اپنے ساتھ کھڑا کر لیتے۔ نماز ختم ہونے کے بعد اس کے شرارت نہ کرنے کی وجہ سے اس کی بہت حوصلہ افزائی کرتے جس سے بڑے پیار کے انداز میں اس کی تربیت ہوتی۔ گھر میں بھی بچوں سے بے حد پیار کرتے۔ سارا دن ان کے لاڈ اٹھاتے۔ اپنے بڑے بیٹے (منصور) کا نام لے کر کہا کرتے تھے کہ میں اس کا اور اس کے بچوں کا نوکر ہوں۔ بچوں میں آپ کی جان تھی۔ میں اصرار کرتا کہ آپ میرے پاس گیمبیا آ جائیں تو کہتے کہ بچوں کے بغیر میرا دل نہیں لگتا۔ میری چھوٹی بیٹی ھبۃ الباقی کہا کرتی تھی کہ میں پاپا کی (یعنی میری) جان ہوں اور میری جان میرے ابو جی (یعنی اس کے دادا، میرے والد) ہیں۔ بڑوں کے ساتھ بڑے، جوانوں کے ساتھ جوان اور بچوں کے ساتھ بچے ہوتے تھے اور ہر کسی کو اس کے معیار پر اتر کر سمجھاتے۔ کبھی اپنے عالم ہونے کا رعب نہ جماتے۔

ہمارا بڑا بھائی مکرم منصور احمد ہمارے ماموں کا بیٹا ہے اور بچپن سے ہمارے ساتھ رہتا ہے۔ میں علیٰ وجہ البصیرت خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابو جی ہم سے زیادہ اس سے پیار کرتے تھے اور کبھی اس کو احساس نہیں ہوا کہ وہ ہمارا سگا بھائی نہیں۔

سادگی

میرے والد محترم نہایت نیک، عاجز، منکسر المزاج اور تکبر سے کلیۃً پاک تھے۔ بہت خوش اخلاق، ہنس مکھ، خوش مزاج تھے۔ جو بھی ان سے ایک بار ملتا، ان کا گرویدہ ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ لباس میں انتہائی سادگی کے قائل تھے اور ہمیشہ اسی پر آپ کا عمل رہا۔ انتہائی سادہ لباس پہنتے۔ ساری زندگی آپ نے شلوار قمیض اور تہہ بند میں گزاری ہے۔ کوئی انجان آدمی آپ کو دیکھ کر پہچان نہیں سکتا تھا کہ آپ ہی ماسٹر ثناء اللہ صاحب ہیں۔ اپنی گلی کی نالی خود اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے اور کوڑا بھی خود پھینک کر آتے۔ میں کہتا کہ میں پھینک آتا ہوں تو کہتے کہ ابھی مجھے کرنے دو۔ میرے بعد تم لوگوں نے ہی کرنا ہے۔

پانچ بنیادی اخلاق

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بیان فرمودہ پانچ بنیادی اخلاق کا مجسمہ تھے۔ سچائی، نرم اور پاک زبان کا استعمال، دوسروں کی تکلیف کا احساس اور اسے دور کرنے کی کوشش کرنا، مضبوط عظم و ہمت، وسعت حوصلہ کے نہ صرف گھر والے بلکہ دوست احباب بھی گواہ تھے۔ سچائی پر سختی سے قائم تھے۔ جھوٹ سے شدید نفرت تھی۔ نہ خود جھوٹ بولتے اور نہ ہی کسی کا جھوٹ برداشت کرتے۔ آپ کی زبان پر ہمیشہ نرم الفاظ اور محبت بھرا مشفقانہ لہجہ رہتا تھا۔ آپ کا انداز ڈانٹنے کی بجائے ناصحانہ ہوتا تھا۔ ہر ایک کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے اور اسے دل سے محسوس کرتے۔ تب تک چین نہ آتا جب تک اسے دور نہ کر لیتے۔ امیر، غریب کے فرق کے بغیر ہر کسی کی ہر ممکن مدد کرتے۔ دوسروں کی تکلیف دیکھ کر آپ تڑپ جایا کرتے تھے اور اسے دور کرنے کے لئے آخری حد تک چلے جاتے تھے۔ تب تک آپ کو سکون نہ آتا جب تک اس کی تکلیف دور نہ ہو جاتی۔ کبھی بھی کسی کو کسی کام میں مدد کرنے سے منع نہ کرتے۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی ان کے منہ سے نہیں سنا کہ یہ کام ناممکن ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ جیسے بھی ہوتا، خود کو تکلیف میں ڈال کر دوسروں کی مدد کرتے۔ عظم وہمت کے آپ پیکر تھے۔ آپ پر زندگی میں بے شمار ابتلاء آئے لیکن ہنس کر، بغیر خدا پر شکوہ کئے اور بغیر کسی کو بتائے، سب سہہ لیا۔ اپنی بیماری یا کسی بھی پریشانی کا ذکر کبھی

ہمارے ساتھ نہ کرتے۔ ہمیشہ خوش اور مسکراتے رہتے۔ بہت سخت جان تھے۔ سارا دن کام کرتے۔ جتنا مرضی تھکے ہوتے لیکن کبھی ہم سے ٹانگیں نہ دبواتے اور مذاق سے کہتے کہ میں ابھی تم لوگوں سے زیادہ جوان ہوں۔ جس کام کو ٹھان لیتے پایہ تکمیل تک پہنچا کے دم لیتے۔ بڑے بڑے پہاڑوں جیسے مسائل بھی یوں آن کی آن میں حل کر دیتے۔ مشکل سے مشکل گھڑی میں بھی آپ گھبراتے نہ تھے۔ کہا کرتے تھے کہ ہم یہ تحریر صرف پڑھتے ہیں، مصیبت میں گھبرانا سب سے بڑی مصیبت ہے۔ لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔ آپ عظیم حوصلگی کے مالک تھے۔ کبھی کبھار بتایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا حوصلہ اور ہمت عطاء فرمائی ہے کہ میں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی ماں باپ، چھوٹے بھائی، اپنی جان سے پیارے بڑے بھائی، اپنے بچوں، پوتے، پوتیوں کو لحد (قبر) میں اتارا ہے، لیکن گھبرایا نہیں۔ آپ کو اپنے اعصاب پر غضب کا کنٹرول تھا۔ بہت ہی مضبوط اعصاب کے مالک تھے۔ کوئی بھی دیکھنے والا کبھی نہیں پہچان سکتا تھا کہ انہوں نے زندگی میں کتنے مصائب برداشت کئے ہیں۔

آپ میں نظم و ضبط اور ڈسپلن بہت زیادہ تھا۔ کئی سالوں سے آپ کی یہ عادت تھی کہ نماز تہجد نہا کر ادا کرتے۔ صبح ناشتے سے پہلے دوبارہ نہاتے۔ روزانہ شیو بناتے اور اس عادت میں کبھی ناغہ نہ آیا۔ شدید سردی ہو، دھند ہو یا گرمی ہو، ہر حال میں یہی آپ کی روٹین تھی۔

آپ بہت زیرک، معاملہ فہم اور دور اندیش تھے۔ ہر ایک کے کام آنے والے بہت ہی نافع الناس وجود تھے۔ کہا کرتے تھے کہ میرے والدین اور دونوں بھائی جلدی اس دنیا سے چلے گئے۔ مجھے خدا نے زندہ ہی اس لئے رکھا ہے تا کہ لوگوں کے کام آؤں۔ آپ بڑے صائب الرائے تھے۔ بہت سے لوگ آپ سے مشورے لیتے اور اپنے گھروں کی اصلاحِ احوال و معاملات کے لئے آپ کو بلاتے اور آپ ہر ایک کو بلا تمیزِ تعلق و مذہب ہمیشہ مخلصانہ مشورہ دیتے۔ اہل علاقہ کے فیصلے کیا کرتے تھے۔

وکیل المال اول افسوس کے لئے ہمارے گھر تشریف لائے۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم ہمارے بہت پیارے اور جماعت کے لئے مفید وجود تھے۔ علاقہ میں جماعتی طور پر نامور اور مؤثر شخصیت تھے۔ میں نے کچھ دن قبل ان کو فون کیا کہ ہم تحریک جدید کے دورہ پر آپ کے پاس آئیں گے۔ تو مرحوم نے کہا کہ بسم اللہ۔ آپ ضرور آئیں۔ لیکن اگر آپ چندہ کے لئے آرہے ہیں تو وہ میں نے تقریباً سو فیصد وصول کرلیا ہوا ہے۔

مالی قربانی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ

(آل عمران:93)

تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی سب سے پسندیدہ چیز (اس کی راہ میں) خرچ نہ کرو۔

میرے والد صاحب مالی قربانی میں بھی اللہ کے فضل سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔ چندہ جات میں مثالی تھے۔ مسابقت کی روح بہت رکھتے تھے۔ لازمی چندہ جات شرح کے مطابق ادا کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ جس کا چندہ بشرح ایک سو روپے بنتا ہے، اگر وہ ننانوے روپے دیتا ہے اور ایک روپیہ جماعت سے چھپاتا ہے تو بھی وہ گناہگار ہے۔ طوعی چندہ جات میں آپ کے وعدہ جات بھی مثالی ہوتے تھے۔ جب ہم اپنے آبائی گاؤں چندر کے منگولے سے ہجرت کر کے چوک داتہ زید کا کی جماعت میں آئے تو سیکرٹری وقف جدید ابو جی سے نئے سال کا وعدہ لینے آئے۔ آپ نے حسب سابق اچھا وعدہ کیا۔ سیکرٹری صاحب نے سمجھا کہ شاید دکھاوا کے لئے اتنا وعدہ کر دیا ہے۔ چنانچہ اگلے دن دوبارہ آئے اور کہنے لگے کہ بٹ صاحب آپ اپنے وعدہ پر نظر ثانی کر لیں۔ ابو جی ان کے اس سوال کا مطلب سمجھ گئے۔ آپ مسکرائے اور کہنے لگے کہ شاید آپ یہ بات اس لئے کہہ رہے ہیں کہ آپ کو شک ہے کہ میں ادائیگی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد آپ اٹھے اور اندر سے اپنے پچھلے سالوں کی رسیدیں لے کر آئے جو آپ ہمیشہ سنبھال کر رکھتے تھے اور آپ نے دکھایا کہ میں اللہ کے فضل سے پچھلی جماعت میں بھی اتنی ہی ادائیگی کرتا آیا ہوں۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں۔

طوعی چندہ جات کے وعدہ جات کی ادائیگی کے علاوہ سال کے آخر پر جب چندہ کے جماعتی ٹارگٹ میں کمی ہوتی تب بھی اچھی رقم پیش کرتے۔ اس کے علاوہ خلیفہ وقت یا مرکز کی طرف سے آنے والی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ اکثر ہم سب بھائیوں اور ہمارے بچوں کی طرف سے صدقات اور دوسری مدّات میں چندہ دیتے اور ہمیں کبھی بھی نہ بتاتے۔ گزشتہ دنوں میں ان کی رسید بک دیکھ رہا تھا۔ اس کی پہلی دو رسیدیں میری بچوں کے نام کی، جبکہ ان کے ہاتھ کی کاٹی ہوئی آخری رسید ہم تینوں بھائیوں کے نام کی ہے۔ اس کے علاوہ ہر جمعۃ المبارک کے روز آپ اپنی صدقہ کی رسید لازمی کاٹتے تھے۔

یہ تو جماعتی چندہ جات کا ذکر تھا۔ ان چندہ کے علاوہ بغیر کسی کو بتائے بہت سے غرباء کی مدد کیا کرتے تھے۔ کئی ایک کا مجھے ذاتی طور پر علم تھا۔ لیکن نہ کبھی ابو جی مجھے بتایا اور نہ ہی کبھی میں نے ان سے اس موضوع پر بات کی۔ اس کے علاوہ کئی ایسے غریب افراد تھے جن کی مدد چھپ کر کرتے اور مستقل کرتے تھے۔ جن کا علم ہمیں ان کی وفات کے بعد ان کے دوست احباب سے ہوا اور یقیناً کئی ایسے ہیں جن کا ہمیں ابھی تک علم نہیں۔ ایک دوست مکرم سجاد احمد بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے اپنی موٹر سائیکل پر چاول اور آٹے کی دو بوریاں رکھی ہوئیں تھیں اور ایک قریبی گاؤں کی طرف جارہے تھے۔ جہاں پر نہ کوئی ہمارا رشتہ دار ہے اور نہ ہی کوئی ہماری برادری کا گھر ہے۔ وہ دوست کہتے ہیں کہ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ فلاں ایک شادی شدہ عورت کا نام لیا کو دینے جارہا ہوں تو میں نے حیرانی سے پوچھا کہ اسے کیوں دے رہے ہیں۔ تو جواب دیا کہ بیٹیوں کا باپ پر حق ہوتا ہے اس لئے دینے جارہا ہوں۔

مہمان نوازی

مہمان نوازی آپ کا ایک خاص اور نمایاں وصف تھا۔ چوبیس گھنٹے گھر کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے رہتے۔ جو بھی آتا، ناممکن تھا کہ وہ کچھ کھائے یا پئے بغیر چلا جائے۔ جماعتی مہمان ہمارے گھر کو زینت بخشتے اور اکثر کھانا ہماری طرف کھاتے۔ جتنے دن بھی انکا قیام ہوتا بلا تردد کھانا ہمارے گھر سے ہوتا۔ والد صاحب کہا کرتے تھے کہ یہ مسیح کے مہمان ہیں۔ خدا ہمیں انہی کے صدقے رزق دے رہا ہے۔

واقفین زندگی سے پیار

واقفین زندگی کے ساتھ ان کا بہت ہی خاص پیار، محبت اور عزت کا تعلق تھا۔ واقف زندگی سے اٹھ کر ملتے اور بیٹھنے کے لئے اپنی جگہ پیش کر دیتے۔ کوئی مربی یا معلم ان کے پاس آتا تو خاطر تواضع کے بغیر نہ جا سکتا۔ آپ کہتے کہ یہ مسیح کے سپاہی ہیں۔ اپنا گھر بار، ماں باپ چھوڑ کر پردیس میں خدا کی خاطر بیٹھے ہیں۔ ان کا ہر ممکن خیال رکھنا ہمارا فرض ہے۔ ہر خوشی کے موقع پر حلقہ کے تمام مربیان اور معلمین کو لازماً مدعو کرتے۔ واقف زندگی ہونے کی وجہ سے مجھے بھی اکثر آپ کہہ کر بُلاتے تھے۔ جب کسی مربی یا معلم سے ایسی بات سننے کو ملتی جس کا آپ کو پہلے سے علم نہ ہوتا تو بہت خوش ہوتے اور کہتے کہ ہمارے سپاہی بہت محنتی اور علمی تحقیق کرنے والے ہیں۔

بہوؤں سے تعلق

آپ کا اپنی بہوؤں سے بھی مثالی پیار کا تعلق تھا۔ کبھی ان کو نہ ڈانٹتے۔ اگر کوئی غلطی بھی ہو جاتی تو پاس بٹھا کر بڑی عزت اور پیار سے سمجھاتے۔ سختی بالکل نہ کرتے۔ ایک دفعہ ان کی بڑی بہو (میری بھابھی) بیمار تھیں۔ ابو جی ان کو ڈاکٹر کے پاس لے کر گئے۔ ڈاکٹر سے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے اور ہم چیک اپ کے لئے آئے ہیں۔ ڈاکٹر نے دیکھنے کے بعد کہا کہ بیماری کا حل صرف یہ ہے کہ ان کا وزن کم ہو۔ آپ اپنی بیٹی کو سسرال چھوڑ آئیں۔ سسرال والوں کی سختی سے انکا وزن خود بخود کم ہو جائے گا۔ ابو جی مسکرا کر کہنے لگے کہ یہ میری بہو ہی ہے۔ اس پر ڈاکٹر نے کہا کہ پھر ان کا وزن کم نہیں ہو سکتا۔

لیکن پیار کے ساتھ تربیت پر بھی پورا زور تھا۔ پردہ کی بڑی سختی کرتے تھے۔ حتیٰ کہ گھر کے اندر بھی خواہ بڑی ہو یا بچی، کسی کی مجال نہیں تھی کہ اس کے سر سے دوپٹہ اتر جائے۔ پردہ کے حوالے سے خاندان بھر میں مشہور تھے۔ آپ کی آواز سن کر ہی تمام مستورات سر دوپٹہ سے ڈھانپ لیتی تھیں۔

آپ کی منجھلی بہو (میری اہلیہ) بیان کرتی ہیں: ’’میرے سسر میرے سسر نہیں بلکہ میرے حقیقی والد سے بڑھ کر تھے۔ ابو جان ایسی شخصیت کے مالک تھے کہ چھوٹے بڑے سب اُن کے دوست تھے۔ ابو جان بہت ہی پیارا وجود تھے۔ بہت رحم دل اور احساس کرنے والے۔ میری شادی کو بارہ سال ہو رہے ہیں۔ اس عرصہ کے دوران کبھی ایسا نہیں لگا کہ وہ میرے سسر ہیں۔ ہمیشہ ان کو بہت پیار کرنے والا باپ اور بہت اچھا دوست پایا۔ میں ہر بات ان سے کر لیتی تھی۔ پانچ وقت کے نمازی تھے۔ ہمیشہ مسجد میں نماز ادا کرتے۔ رات کے کسی بھی وقت میری آنکھ کھلتی تو ان کو نوافل ادا کرتے یا تلاوت کرتے دیکھا۔ بہت مہمان نواز تھے۔ واقفین زندگی سے ایک خاص تعلق تھا۔ کبھی کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اگر وہ کسی کی تکلیف دیکھ لیتے تو تب تک چین نہ لیتے جب تک اس کی تکلیف کو دور نہ کر لیتے۔ مالی مدد کے ساتھ ساتھ اس کے لئے دعا بھی کرتے۔ اگر کسی نے مدد کے لئے بلایا تو فوراً اٹھ کھڑے ہوتے۔ کبھی نہ دیکھتے کہ آدھی رات ہے یا پھر دوپہر کی تیز دھوپ۔

ایک دن جب میں مربی صاحب کے ساتھ فیلڈ میں جانے لگی تو بڑے پیار سے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا اور کہنے لگے کہ اب وہاں کسی نے نہیں کہنا کہ تم فلاں کی بیٹی یا فلاں کی بہو ہو۔ سب نے یہ ہی کہنا ہے کہ تم مربی کی بیوی ہو۔ اپنے لباس کا اور پردہ کا خاص خیال رکھنا۔ لباس حیاء دار ہو۔ اچھی طرح پردہ کرنا ہے۔ ہمیشہ خوش ہو کے لوگوں سے ملنا۔ مربی ہاؤس کو صاف رکھنا۔ جب بھی کوئی گھر آئے تو جو بھی گھر میں ہو ان کے آگے پیش کر دینا۔ خوش ہو کر سادہ پانی بھی دو گی تو وہ پی کر خوش ہو جائیں گے۔ لیکن منہ بنا کر گوشت بھی پیش کرو گی تو کوئی فائدہ نہیں۔ مربی صاحب سے کبھی ایسی چیز کی ڈیمانڈ نہ کرنا جو وہ پوری نہ کرسکیں۔ اگر بہت دل کرے تو مجھے بتانا۔

جب مربی صاحب گیمبیا آئے تو میں گھر میں والد صاحب کے ساتھ رہتی تھی۔ میری اور بچوں کی ہر چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کا خیال رکھتے۔ ہم گھر میں تین بہوئیں ہیں۔ روزانہ رات کو باری باری ہر ایک کے کمرے میں جاتے۔ تھوڑی دیر بیٹھتے۔ باتیں کرتے۔ بچوں کے ساتھ کھیلتے اور پھر بچوں کو کھانے کی چیزیں دیتے۔ جب کبھی بیمار ہوتے تو سب کو سختی سے منع کرتے کہ مربی صاحب کو نہیں بتانا۔ وہ پردیس میں اکیلا ہے۔ پریشان ہو

جائے گا۔ ابو جی کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی۔ اکثر جب گھر کے افراد بیٹھتے تو سب کو نصیحت کرتے کہ نماز پڑھا کرو اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرو کیونکہ تمہارے پاس خدا کی ہر نعمت ہے۔

ہر کوئی ان سے اپنے دل کی بات کر لیتا تھا۔ ابو جی زندگی سے بھرپور انسان تھے۔ ہر دلعزیز تھے۔ انہوں نے بہت سارے لڑکوں، لڑکیوں کو تعلیم دلوائی۔ ابو جی ایسے انسان تھے کہ ان کی خوبیاں بیان کرنے لگوں تو کئی صفحات بھی ناکافی ہوں گے۔ یہ ہی کہوں گی کہ ان جیسے بیٹے، بھائی، باپ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں جو ہر رشتہ کو دل سے نبھاتے اور بہت پیار سے رکھتے ہیں۔ ابو جی کی وفات پر مجھے ایک غیر احمدی فیملی جو ہمارے ہمسائے ہیں، ان کی ایک عورت کا فون آیا۔ وہ بولی کہ یہ صدمہ صرف تم لوگوں کے لئے نہیں۔ بہت سارے لوگوں کے لئے ہے۔ آج ہزاروں لوگ یتیم ہو گئے ہیں۔ کہتی ہیں کہ میں نے سنا تھا کہ جن کی بیٹیاں نہیں ہوتیں ان کو وفات کے بعد رونے والا کوئی نہیں ہوتا۔ لیکن تمہارے ابو کے لئے ہر ایک کی بیٹی روئی ہے۔

پیارے حضور سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے اور ہمیں ان کی نیکیاں قائم رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔ ابو جان کی قیمتی باتیں ہمیشہ ہمارے لئے مشعل راہ رہیں گی۔‘‘

علمی پیاس

آپ بہت علم دوست شخصیت تھے۔ جماعتی کتب ہمیشہ زیر مطالعہ رہتیں۔ خصوصاً خطبات طاہر بڑے شوق سے پڑھتے۔ ہر رات سونے سے پہلے روحانی خزائن، تفسیر کبیر یا پھر خطبات طاہر کی جلد کے کچھ صفحات ضرور مطالعہ کرتے۔ دوران مطالعہ ہر اہم مضمون کے نوٹس بناتے۔ چنانچہ روحانی خزائن، تفسیر کبیر اور خطبات طاہر کے بہت زیادہ نوٹس لکھ کر چھوڑ گئے ہیں۔ جن میں چند مضامین کے عناوین یہ ہیں؛ سیرت النبی ﷺ۔ سیرت حضرت مسیح موعودؑ۔ سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم۔ تردید حیات مسیح۔ وفات مسیح۔ اجرائے نبوت۔ صداقت حضرت مسیح موعودؑ۔ تعارف خلفائے احمدیت۔ اطاعت و برکات خلافت۔

شاعری سے آپ کو بے حد شغف تھا۔ درثمین اور کلام طاہر شوق سے پڑھتے اور دوران گفتگو اشعار کے حوالے بھی دیتے۔ علامہ اقبال کو بہت پڑھتے اور پسند کرتے تھے۔ تشریح کے لحاظ سے مشکل اشعار کی تشریحات مختلف پہلوؤں سے لکھتے اور پھر سنبھال کر رکھتے۔

آپ کو فلسفہ سے بھی لگاؤ تھا۔ اکثر مختلف روزمرہ کے موضوعات پر مضامین لکھتے اور پھر عقلی دلائل سے ان کو ثابت کرتے۔ آپ کی اردو کی تحریر بہت مضبوط اور سلاست سے بھری تھی۔ اردو محاورات پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ آپ دینی و دنیاوی علم کا خوبصورت مرقع تھے۔

انگلش ان کا پسندیدہ مضمون تھا۔ چنانچہ سکول میں باوجود ہیڈ ماسٹر ہونے کے سالہا سال تک انگلش پڑھاتے رہے۔ انہوں نے انگلش اور اردو کی گرائمر کے بہت سے عناوین پر آسان زبان میں مضامین لکھ چھوڑے ہیں۔

حلقہ احباب

آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا اور ان میں اکثریت غرباء کی تھی اور یہ دوست احباب ہر قسم کی ذات برادری، مذہبی فرقہ اور مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ کیا مسلمان اور کیا عیسائی، سب ہی آپ کے دوستوں میں شامل تھے۔ اس کے علاوہ ضلع بھر میں اور ساتھ والے ضلع میں شاید کوئی ایسا سرکاری دفتر ہو جس میں آپ کی واقفیت نہ ہو۔ اللہ کے فضل سے آپ کے شاگرد بھی بہت سی جگہوں پر خدمت ملک و انسانیت میں مشغول آپ کے نام کو چار چاند لگا رہے ہیں۔

دوستوں کے آپ کے بارے میں تاثرات

پیارے آقا حضرت اقدس محمد ﷺ نے فرمایا:

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ

(مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر 4998)

یعنی تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے اور مخلوق میں سے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کی عیال سے اچھا سلوک کرتا ہے۔

آپ کی وفات پر سارا علاقہ سوگوار ہے۔ ہر آنکھ اشکبار ہے۔ احمدی و غیر احمدی یکساں غمگین ہیں کہ آج ہم ایک غمخوار ہستی سے محروم ہو گئے ہیں۔ دوست احباب جو افسوس کے لئے آرہے ہیں وہ میرے والد صاحب کے ساتھ اپنے اپنے تعلق کو بیان کر رہے ہیں۔ اس دوران جو مشترک باتیں ہر ایک نے بیان کیں وہ یہ ہیں کہ میرے والد صاحب ہر شخص کے کام آنے والے، سب کی مدد کرنے والے تھے۔ نہایت عظیم وجود تھے۔ آج ہمارا علاقہ ایک عظیم انسان اور سکالر سے خالی ہو گیا ہے۔ آپ نہایت غریب پرور تھے۔ بغیر کسی کو بتائے مستحقین کی مدد کرتے تھے۔ بیسیوں افراد ایسے ہیں جنہوں نے کہا کہ آج ہم یتیم ہو گئے ہیں اور بہت سوں نے کہا کہ ہم لوگوں کے وہ باپ تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمیں تم سے زیادہ دکھ ہے۔

بہت سی بیوگان ہیں جن کے خاوند کی وفات کے بعد میرے والد صاحب نے اپنی جیب سے خرچ کر کے ان کے خاوندوں کی پنشن ان کے نام جاری کروائی۔ سینکڑوں افراد کو اپنے تعلقات کی بناء پر نوکری دلوائی۔ آپ ہر کسی کے لئے مشکل وقت میں کھڑے ہونے والے تھے۔ ایک دوست مکرم عبدالمجید خاں نے کہا کہ آج آپ ایک عظیم دعا گو ہستی سے محروم ہو گئے ہیں۔ ہر ایک کو لگتا تھا کہ وہ اس کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ آپ سے بات کر کے ہر شخص تسلی پاتا اور دل کی ڈھارس بندھا جاتا تھا۔

علاقہ کے ایک انٹر سکول کے پرنسپل ابو جی کے بارے میں ایک سرکاری بیان دینے اور تصدیق کرنے کے لئے ہمارے گھر آئے۔ انہوں نے اپنے سکول پیڈ پر نیچے مہر لگائی، دستخط کئے اور خالی کاغذ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ میں نے کہا کہ مجھے شعبہ تدریس کی اصطلاحی زبان نہیں آتی۔ اس لئے آپ ہی اپنے طریقے سے لکھ دیں اور کبھی بھی کسی کو اس طرح مہر لگا کر خالی کاغذ نہ دیں۔ یہ بہت خطرناک ہو سکتا ہے۔ سامنے والا اس پر کچھ بھی لکھ سکتا ہے۔ پرنسپل صاحب نے جواب میں کہا کہ ثناء اللہ بٹ صاحب کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ میری یہ اوقات نہیں کہ ان کے بارے میں کچھ بھی لکھ سکوں اور رہی بات خطرے کی تو جو نیکیاں انہوں نے میرے ساتھ کیں ہیں ان کے بدلے آپ جو بھی لکھ لیں مجھے قبول ہے۔ میں ہر قسم کا رسک لینے کے لئے تیار ہوں۔ انہوں نے مزید کہا کہ کل رات میں اپنے بستر پر لیٹا سوچ رہا تھا کہ بٹ صاحب کے جانے کے بعد اس پورے علاقے میں دور دور تک کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو ان کی جگہ لے سکے۔

نیشنل بنک کی قریبی برانچ کے مینیجر صاحب نے مجھے بتایا کہ میرا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ چند ماہ کا ساتھ رہا۔ کیونکہ میں تقریباً ایک سال پہلے ٹرانسفر ہو کر یہاں آیا تھا۔ بٹ صاحب میرے اتنے قریب ہو گئے تھے کہ کبھی نہیں لگتا تھا کہ میں ان کی بیٹوں کی عمر کا ہوں۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر ہمیشہ اس طرح لطف اندوز ہوتا تھا کہ جیسے میرے ہم عمر دوست ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن میرے پاس ایک شخص آیا اور میرے نام کا وزٹنگ کارڈز کا ایک بڑا بنڈل دے کر چلا گیا۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ میں نے تو کارڈز بنوانے کا کوئی آرڈر نہیں دیا تھا۔ ایک ہفتے کے بعد بٹ صاحب کا فون آیا کہ میں نے آپ کے وزٹنگ کارڈز بنوا کر بھجوائے تھے۔ کیا آپ کو مل گئے ہیں؟ آپ مینیجر ہیں۔ آپ کو بہت سے لوگ ملنے آتے ہیں۔ اس لئے آپ کے پاس کارڈ ہونے چاہئے۔

ابو جی کے ایک دوست بتاتے ہیں کہ میں بہت دفعہ محکمہ تعلیم کے سلسلہ میں غریب لوگوں کو لے کر بٹ صاحب کے پاس جاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ آدمی غریب ہے۔ خرچہ نہیں کر سکتا۔ اگر ہو سکے تو اس کی مدد کر دیں۔ تو وہ ہمیشہ یہ کہتے کہ آپ فکر نہ کریں۔ اس کا کام ہو جائے گا اور پھر اپنی جیب سے خرچ کر کے اپنی ذاتی موٹر سائیکل پر کئی کئی دفعہ نارووال، سیالکوٹ یا گوجرانوالہ کے چکر لگاتے اور کام مکمل کر کے دیتے۔

خاکسار کے ایک بھائیوں جیسے دوست ہیں جو مربی سلسلہ ہیں۔ ان کا نام ہے مکرم شیخ عبدالوکیل۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ’’آپ کے والد محترم سے خاکسار کا ایک ذاتی تعلق بھی تھا اور وہ نہایت ہی ہر دلعزیز اور صائب الرائے شخصیت کے مالک تھے اور دوسروں کے درد کا نہ صرف احساس کرتے تھے بلکہ مشکل وقت میں نہایت ہی موزوں مشوروں سے بھی نوازتے تھے۔ یقیناً انہیں ایک لمبا زندگی کا تجربہ تھا غم و خوشی مصائب و آسائش کے بعد انہیں عطاء ہوا تھا۔ ہمیشہ خاکسار نے ان سے بہت کچھ سیکھا اور یقیناً آئندہ زندگی میں بھی ان کی قیمتی باتیں ہمارے لئے مشعل راہ رہیں گی۔‘‘

اسی طرح پیارے آقا کو خط میں موصوف نے میرے والد صاحب کے بارے میں لکھا کہ ’’پیارے حضور انور! مرحوم نہایت ہی ہر دلعزیز شخصیت تھے اور واقفین سے نہایت ہی محبت اور احترام کا سلوک فرماتے۔ خاکسار کا گھر چونکہ کوئٹہ میں تھا اور مرحوم کو یہ بات معلوم تھی کہ جامعہ میں جب مختصر دنوں کے لئے چھٹیاں ہوتی ہیں تو ہمیشہ اپنے بیٹے سے کہتے کہ جب کم چھٹیاں ہوں اور عبدالوکیل یعنی خاکسار کوئٹہ نہ جا سکے تو اپنے ساتھ اپنے گھر لے آنا اور جب بھی خاکسار ان کے گھر جاتا تو نہایت ہی محبت سے پیش آتے اور مہمان نوازی کا ہر ممکن حق ادا کرتے اور واپسی پر اگر اپنے بیٹے کو کچھ دیتے تو خاکسار کو از راہ شفقت کچھ نہ کچھ ضرور دیتے اور کہتے کہ جیسا یہ میرا بیٹا ہے آپ بھی میرے بیٹے ہو۔۔۔مرحوم کے بیٹے افریقہ سے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر میں ان کا حامی و ناصر ہو اور ان کے بیوی بچوں کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے اور انہیں ہمت و حوصلہ عطاء فرمائے اور جن مسلسل قربانیوں سے ان کا واقف زندگی بیٹا، بہو، پوتے اور پوتی گزر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کے حقیقی ثمرات عطاء فرماتے ہوئے ان سب کو اپنی رضائے عظیم کی نعمت سے نوازے۔ آمین۔‘‘

تقریباً بیس کلومیٹر دور ایک گاؤں سے تعلق رکھنے والی ایک عورت کہتی ہیں کہ میں نے ایک شخص سے پانچ لاکھ روپے لینے تھے۔ جو دے نہیں رہا تھا اور مجھے لمبے عرصے سے تنگ کر رہا تھا۔ مجھے کسی نے کہا کہ تمہارا کام ماسٹر ثناء اللہ کر سکتا ہے۔ میں آپ سے پہلے کبھی نہ ملی تھی۔ میں لوگوں سے گھر کا پتہ پوچھتی ہوئی آپ کے گھر پہنچی اور آپ سے مل کر اپنا مسئلہ بیان کیا۔ ماسٹر صاحب نے کہا کہ آپ جائیں۔ آپ کا کام ہو جائے گا۔ کچھ دنوں کے بعد مجھے انہوں نے فون کیا کہ میں بدوملہی فلاں دکان پر بیٹھا ہوں۔ کسی کو بھیج کر اپنے پیسے لے جائیں۔ میں نے کہا کہ اس وقت گھر میں کوئی نہیں ہے جس کو بھیج سکوں۔ اس پر میرے گھر کا ایڈریس پوچھا اور میرے گھر آ کر مجھے پیسے دے کر گئے اور میرے کہنے کے باوجود بھی کوئی رقم اس میں سے نہ لی۔

ہمارے ایک عزیز مکرم فیاض احمد صاحب جو کہ غیر احمدی ہیں، کہتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جتنا پیار مجھے ان سے ملا ہے اتنا اپنے سگے باپ سے بھی نہیں ملا۔ بالکل یہی الفاظ ایک اور دوست مکرم شعیب حسین کے تھے۔

بقیہ صفحہ 11 پر

ذوالکفل اصغر بھٹی

زلزلہ کی پیشگوئی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کا یقین

بی بی سی ذرائع کے مطابق 7/ فروری 2023ء پیر کی صبح شام کی سرحد کے قریب ترکی کے جنوب مشرقی علاقے اور وسطی ترکی میں ایک طاقتور اور مہلک زلزلہ آیا۔ یہ گازیانٹیپ شہر سے 34 کلومیٹر (21 میل) مغرب میں 04:17 پر پیش آیا، جس سے ترکی اور شام میں بڑے پیمانے پر نقصان ہوا۔ اطلاعات کے مطابق ترکی کے علاوہ شام میں حلب، لاذقیہ، حما اور طرطوس کے صوبوں کے ساتھ ساتھ باغیوں کے زیر قبضہ علاقوں میں ہزاروں افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ذرائع ابلاغ سے حاصل معلومات کے مطابق زخمیوں کو ملبے کے ڈھیر سے نکالنے اور طبی امداد دینے کے لئے دنیا کی مختلف ممالک کی رفاہی تنظیمیں ترکی اور شام کا ہاتھ بٹانے میں مصروف ہیں۔

حالیہ زلزلے کی خبروں کے بعد سے سوشل میڈیا پر مختلف فورمز کی طرف سے یہ تشہیر کی جارہی ہے کہ یہ زلزلہ MAN MADE ہے اور اس کے لئے مختلف تھیوریز کا سہارا لیا جارہا ہے۔ اس کی حقیقت تو آنے والے دنوں میں جلد معلوم ہو جائے گی تاہم یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس صدی کے شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مہدی آخر الزمان اور مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان دونوں کو آپ کی سچائی کے لئے گواہ بنا دیا۔ یعنی آسمان میں کسوف خسوف کا عظیم نشان اور زمین پر زلزلوں کا پر ہیبت ناک ظہور۔ چنانچہ آپ نے متعدد مواقع پر زلزلوں کے حوالہ سے خبر دی کہ زلزلے آئیں گے، کئی بار آئیں گے۔ موسم بہار میں آئیں گے۔ صبح کے وقت آئیں گے۔ برف باری اور بارش بھی ساتھ لائیں گے۔

پہلا موسم بہار میں آیا دوسرا زلزلہ اس کے بعد پھر بہار میں ہی آئے گا

آپ نے رسالہ الوصیت میں خدا سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا

''دیکھو! میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ خدا کے نشان ابھی ختم نہیں ہوئے اُس پہلے زلزلہ کے نشان کے بعد جو 4/ اپریل 1905ء میں ظہور میں آیا جس کی ایک مدت پہلے خبر دی گئی تھی پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ بہار کے زمانہ میں ایک اور سخت زلزلہ آنے والا ہے وہ بہار کے دن ہوں گے نہ معلوم کہ وہ ابتداء بہار کا ہوگا جب کہ درختوں میں پتہ نکلتا ہے یا درمیان اُس کا یا اخیر کے دن۔ جیسا کہ الفاظ وحی الٰہی یہ ہیں۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ چونکہ پہلا زلزلہ بھی بہار کے ایام میں تھا اس لئے خدا نے خبر دی کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار میں ہی آئے گا اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتّہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے اِسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہوں گے اور غالباً مئی کے اخیر تک وہ دن رہیں گے۔''

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 314)

صبح کے وقت آئے گا

پھر خدا سے خبر پا کر زلزلے کا وقت اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

''غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا اس کے قریب اور غالباً وہ وقت نزدیک ہے جب کہ وہ پیشگوئی ظہور میں آجائے اور ممکن ہے کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 258)

مزید کئی زلزلے آئیں گے

پھر مزید زلزلوں کی پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا:

''انچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کی تھی جو اخبار الحکم اور البدر میں چھپ گئی تھی کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے جو بعض حصہ پنجاب میں ایک سخت تباہی کا موجب ہوگا اور پیشگوئی کی تمام عبارت یہ ہے: زلزلہ کا دھکا۔ عفت الدیار محلہا و مقامہا چنانچہ وہ پیشگوئی 4/ اپریل 1905ء کو پوری ہوئی۔ 50۔ پچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے پھر ایک پیشگوئی کی تھی کہ اس زلزلہ کے بعد بہار کے دنوں میں پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔ اس الہامی پیشگوئی کی ایک عبارت یہ تھی۔ ''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔'' چنانچہ 28/ فروری 1906ء کو وہ زلزلہ آیا اور کوہستانی جگہوں میں بہت سا نقصان جانوں اور مالوں کے تلف ہونے سے ہوا۔ 51۔ اکاونواں نشان یہ ہے کہ پھر میں نے ایک اور پیشگوئی کی تھی کہ کچھ مدت تک زلزلے متواتر آتے رہیں گے۔ ان میں سے چار زلزلے بڑے ہوں گے اور پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا چنانچہ زلزلے اب تک آتے ہیں اور ایسے دو مہینے کم گذرتے ہیں جن میں کوئی زلزلہ نہیں آجاتا اور یقیناً یاد رکھنا چاہئے کہ بعد اس کے سخت زلزلے آنے والے ہیں خاص کر پانچواں زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ یہ سب تیری سچائی کے لئے نشان ہیں۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 231)

برف، بارش، سردی، بہار اور زلزلہ

پھر زلزلے کے ساتھ ساتھ برف بارش وغیرہ کے حوالہ سے خدا سے خبر پا کر اعلان فرمایا ''الہام 5/ مئی 1906ء پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن۔ ثلج کا لفظ عربی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اُس کے لوازم میں سے ہوتی ہے اس کو عربی میں ثلج کہتے ہیں ان معنوں کی بنا پر اس پیشگوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کرے گا اور برف اور اس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی (یعنی کسی حصہ دنیا میں جو برف پڑے گی وہ شدت سردی کا موجب ہو جائے گی)۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 471)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زلزلوں کے حوالہ سے پیشگوئیاں اتنی روشن اور اتنی جلالی تھیں کہ مبائعین تو درکنار آپ کے اول المخالف یعنی مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے روحانی فرزند جناب مولانا ثناء اللہ امرتسری تک معترف نظر آتے ہیں۔ مولانا امرتسری صاحب کا تو یہ حال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے کئی سال بعد تک بہار کا موسم آتے ہی آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زلزلوں کے حوالہ سے الہام ''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی'' پوری شدت سے یاد آنے لگ جاتا۔ چنانچہ گزشتہ دنوں اہل حدیث کے چند پرانے پرچوں کی ورق گردانی میں یہ تاثر اور بھی گہرا ہو گیا آخر کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب کیوں بار بار مباہلہ سے فرار کرتے رہے کیونکہ ان کے منہ پر جو بھی تھا دل بہر حال یہ یقین رکھتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے برگزیدہ و چنیدہ ہیں۔ اور وہ ہر بہار کے موسم سے ڈرتے تھے اس الہام کی وجہ سے بہار کے موسم میں خاص طور پر کوئی نہ کوئی حادثہ عظیمہ ہوگا چنانچہ 7/ جنوری 1921ء کی اخبار میرے سامنے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوت ہونے کے 13 سال بعد جب موسم بہار آنے والا تھا آپ نے اپنی اخبار کے صفحہ نمبر 11 کالم نمبر 2 پر موٹا عنوان لگایا ''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی'' اور اس عنوان کے نیچے لکھا کہ ''یہ ایک فقرہ ہے جناب مرزا صاحب کے الہام کا۔ جس کے اصل معنی تو آج مرزا صاحب زندہ ہوتے تو غالباً وہ اپنے الہام کی صداقت بتاتے کیونکہ اب خبریں آنے لگی ہیں کہ بالشویکوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ آئندہ موسم بہار میں افغانستان سے گزر کر ہندوستان پر حملہ کر دیا جائے۔''

پھر یکم اپریل 1921ء کو ایک بار پھر آپ نے ص 11 پر موٹا عنوان جمایا ''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی'' اور اس کے تحت صفحہ 11 کا دو تہائی حصہ اس الہام کی تصدیق یا صداقت پر رقم کر دیا۔ آپ نے شروع اس بات سے کیا کہ ''یہ مرزا صاحب قادیانی کا ایک الہام ہے اس کے معنی تو وہی جانیں یا ان کے مریدین۔ ہماری غرض یہاں اس کو عنوان بنانے سے یہ ہے کہ بہار کا موسم ہمیشہ قدرتی تغیرات لاتا ہے۔ شاید۔۔۔ متاثر ہوکر عرصہ سے یہ پیش گوئی اُڑ رہی ہے جس سے دنیا پریشان ہے کہ موسم بہار میں ہندوستان پر حملہ ہوگا۔''

زلازل کا جائزہ

بیان فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف لوگوں کی اس زمانہ میں آفاتِ سماوی و ارضی کو خدا کی تنبیہ قرار دینے کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ''مسیح و مہدی کا ظہور تو ہو چکا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو ماننے کا حکم بھی ہے دعویٰ کرنے والا بھی موجود ہے۔ خدا تعالیٰ نے زمینی اور آسمانی نشان بھی ظاہر فرما دیئے ہیں۔ اب بھی اگر آنکھیں بند رکھنی ہیں تو پھر اللہ ہی لوگوں کو سمجھائے گا۔ اور خود جو عالم بنے ہوئے ہیں، قوم کو تو یہ سمجھا رہے ہیں، ان کو خود بھی تو سمجھنا چاہئے۔ قرآن کریم نے جو پیشگوئیاں فرمائیں وہ پوری ہوگئیں پھر چاند اور سورج نے بھی گواہی دے دی۔ تو اب اور مزید انتظار کے لئے رہ کیا گیا ہے۔ اور پھر یہیں تک نہیں جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ 1905ء سے یہ نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دنیا کے کونے کونے میں ہو رہے ہیں۔ 1905ء میں کانگڑہ میں (ہندوستان میں ایک جگہ ہے) وہاں بڑا زبردست زلزلہ آیا تھا۔ قادیان تک بھی اس کا اثر آیا تھا۔ تو یہ جو نشانات ظاہر ہو رہے ہیں یہ مسلمانوں کے لئے بھی وارننگ ہے اور غیر مسلموں کے لئے بھی وارننگ

ہے۔سیلابوں کے ذریعہ سے، سمندری طوفانوں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بار بار توجہ دلا رہا ہے۔

اس بارہ میں جو اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں۔ اس کے مطابق دنیا میں گزشتہ گیارہ سو سال میں جو بڑے بڑے زلزلے آئے ہیں، ان کی تعداد گیارہ ہے۔ اور گزشتہ سو سال میں جو زلزلے آئے ہیں، بشمول 1905ء کا کانگڑہ کا زلزلہ (جو ان اعداد میں شامل نہیں کیا گیا) لیکن مَیں نے اس کو شامل کیا ہے انکی تعداد 13 بنتی ہے۔ یہ وہ زلزلے ہیں جن میں 50 ہزار یا اس سے زائد اموات ہوئیں۔ کانگڑہ کے زلزلے کو شامل نہیں کرتے کیونکہ وہ انکے لحاظ سے 20-25 ہزار ہیں۔ لیکن بعض پرانے اخباروں نے اس وقت 50-60 ہزار بھی لکھا تھا۔ بہرحال جو بھی اعداد تھے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تھا اس لئے مَیں نے اس کو شامل کیا ہے۔ کیونکہ بعض اخباروں نے اس وقت 50-60 ہزار تعداد لکھی تھی۔

مَیں نے ایک اور زاویے سے بھی دیکھا ہے کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو بھول رہی ہے اور اب جو نئی صدی میں داخل ہوئے ہیں یہ بھی بڑے دعووں سے داخل ہوئے ہیں۔ دنیاوی ترقی کی ہی باتیں ہیں، خدا کی طرف رجوع کرنے کی باتیں نہیں ہیں۔ یہ کر دیں گے، وہ کر دیں گے اور پچھلی صدی کو جو الوداع کہا گیا ہے وہ امیر ملکوں نے بڑے شور شرابے سے ہا ہو کر کے اس کو الوداع کیا۔ بے تحاشا رقمیں خرچ کیں، کسی کو یہ احساس نہیں ہوا کہ غریب ملکوں کو کسی طرح پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش کریں۔ بڑی بڑی نشانیاں بتا دیں کروڑوں روپے خرچ کر لئے، پاؤنڈز خرچ کر لئے۔ کروڑوں کیا بعض جگہ تو اربوں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا نئی صدی کا استقبال بھی اس طرح ہوا کہ خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی ہے۔ اور جو انسانی ہاتھوں سے دنیا میں بے چینی اور تباہی گزشتہ سالوں میں آئی ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ ایک جگہ کوائف ملے تھے پچھلے سو سال میں، تقریباً 33 ممالک میں مختلف تباہیوں میں 9 کروڑ 50 لاکھ آدمی موت کے شکار ہوئے۔ 1900ء سے لے کر 2000ء تک۔

تو بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا کہ گزشتہ صدی کو بھی انہوں نے نہیں سمجھا۔ ساڑھے 9 کروڑ اموات کی کوئی قدر ان کے نزدیک نہیں تھی، ان کو کسی نے نہیں دیکھا۔ پھر بھی ان کے لئے امن پیدا کرنے کی کوشش، اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے کی کوشش نہیں کی اور اگلی صدی کے استقبال میں بھی وہ خانہ بالکل خالی رکھا۔ تو یہ جو زلزلے ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں جھنجھوڑا ہے۔ قوموں کو جھنجھوڑا ہے، دنیا کو جھنجھوڑا ہے کہ ابھی بھی باز آ جاؤ۔

مَیں نے ایک جائزہ لیا تھا کہ اس نئی صدی میں جب ہم داخل ہوئے ہیں تو کیا صورت حال ہوئی ہے۔ تو جنوری 2001ء میں یعنی پہلے سال میں ہی انڈیا میں ایک بڑا زلزلہ آیا۔ تقریباً 7.9 ریکٹر (Rechter) سکیل پر اس کا میگنی چیوڈ (Magnitude) تھا اور اس میں تقریباً 20 ہزار سے زائد آدمی مرے۔ پھر 2003ء میں ایران کا زلزلہ آیا۔ پھر سونامی آیا جس میں کہتے ہیں 2 لاکھ 83 ہزار موتیں ہوئیں۔ پھر پاکستان میں آیا (ساری مَیں نہیں گن رہا) تو یہ پانچ بڑی بڑی تباہیاں نئی صدی کے پہلے پانچ سالوں میں آئی ہیں اور اندازہ ہے، مَیں جائزہ لے رہا ہوں کہ احمدیت کے سو سال پورے ہونے کے بعد 1989ء کے بعد بھی ان میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اگر انسان سوچے تو یہ جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہے۔ یہ لوگوں کو، قوموں کو یاد دلانے کے لئے ہے کہ خدا کو پہچانو، آنے والے کی آواز پر کان دھرو۔ ان گزشتہ 10-8 سالوں میں یا ہم کہہ سکتے ہیں احمدیت کے 100 سال پورے ہونے کے بعد سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز تقریباً ہر جگہ پہنچ چکی ہے۔ پھر مَیں نے ایک جائزہ لیا تھا کہ احمدیت کے 100 سال 1989ء میں جو پورے ہوئے، پورے کوائف تو نہیں ملے، مثلاً انڈیا کے ملے تھے۔ صرف انڈیا میں 1990ء سے لے کر اب تک 6 بڑے زلزلے آئے ہیں جبکہ اس سے پہلے 1897ء سے لے کر 1988ء تک یہ تقریباً 91 سال بنتے ہیں، 12 زلزلے آئے تھے۔ اور دنیا کے دوسرے ممالک اس کے علاوہ ہیں۔ اب یہ سوچنے کا مقام ہے کہ کیا یہ اتفاقات ہیں یا تقدیر الٰہی ہے؟ یا لوگوں کو جھنجھوڑنے کے لئے تنبیہ ہے؟۔ ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور اسی طرح آپؐ کا مسیح بھی تمام دنیا کے لئے آیا ہے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اس لئے یہ طوفان، یہ زلزلے، یہ سیلاب، صرف ایک علاقے کے لئے نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر قوم کو، ہر ملک کو یہ وارننگ دی جا رہی ہے تو اس لحاظ سے ہمارا ابھی فرض بنتا ہے کہ دنیا کو بتائیں کہ ان آفات سے نجات کا اب صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ خدا کو پہچانو اور ظلم اور ناانصافیوں کو ختم کرو۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/ جنوری 2006ء)

رپورٹ: صائمہ ناصر۔ برکینا فاسو

ریجنل اجتماع لجنہ اماء اللہ واگاڈوگو برکینا فاسو

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی دیگر ذیلی تنظیموں کی طرح لجنہ کی تنظیم بھی سارا سال مختلف تعلیمی و تربیتی پروگرامز کا انعقاد کرتی رہتی ہے اسی سلسلہ میں واگاڈوگو کی لجنہ کو فروری کے مہینہ میں اپنا پانچواں ریجنل اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی الحمد للّٰہ علی ذالك۔ جس کا انعقاد 25 اور 26/ فروری کو سومگاندے کے مرکزی مشن میں کیا گیا واگا کی ریجنل صدر نے اپنی تقریر میں کہا کہ وہ اپنے اس اجتماع کو شہدائے برکینا فاسو کے نام کرتی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ان شہداء کی قربانیوں کا حق ادا کرتے ہوئے اسلام اور احمدیت کی بہترین رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس سال کے اجتماع کا مرکزی موضوع تھا ’’محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آزادئ نسواں کے علمبردار‘‘ اس موضوع کے تحت تین تعلیمی اور تربیتی تقاریر مختلف سیشنز میں پیش کی گئیں اور وہ موضوعات یہ تھے ’’اسلام میں کثرت ازدواج کی اجازت کن شرائط کے ساتھ ہے‘‘ دوسرا موضوع تھا ’’اسلام اور احمدیت میں خواتین کی قربانیاں‘‘ اور تیسرا موضوع ’’سیکیورٹی اور ہیومینٹیرین کرائسس کے دنوں میں عورتوں کی ذمہ داریاں‘‘ اس اجتماع میں ہماری ایک غیر احمدی دوست جو کہ ایک یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں محترمہ ساواڈوگو آوا نے مہمان خصوصی کے طور پر شرکت کی انہوں نے اپنے خطاب میں اظہار کیا کہ انہیں اس پروگرام میں شامل ہو کے بہت خوشی ہوئی ہے اور وہ آئندہ بھی ان شاء اللہ تمام پروگرامز میں شرکت کریں گی۔

25/ فروری کی دوپہر بارہ بجے کے قریب واگا ریجن کی مختلف جماعتوں سے لجنہ کے قافلے سینٹرل مشن پہنچنا شروع ہو گئے یہاں پہنچنے پر ان سب کو خوش آمدید کہا گیا اور ان کی حاضری اکٹھی کی گئی تقریباً شام چار بجے نماز ظہر اور عصر باجماعت ادا کی گئی اور اس کے بعد اجتماع کا باقاعدہ آغاز ہوا اور تلاوت اور نظم کے بعد ریجنل صدر لجنہ مادام بایینہ اومو نے اپنے خطاب میں مہمان خصوصی اور مختلف جماعتوں سے آنیوالی لجنہ اور ناصرات کو خوش آمدید کہا جس کے بعد مختلف تعلیمی اور تربیتی مقابلہ جات ہوئے جن کے اختتام پر مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کی گئیں۔

مؤرخہ 26/ فروری کی صبح چار بجے نماز تہجد کے ساتھ اجتماع کے دوسرے دن کا آغاز ہوا تہجد اور نماز فجر کے بعد چندوں کی اہمیت اور انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر درس دیا گیا اور اس کے بعد لجنہ اور ناصرات کے ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے اور پھر ناشتے کے بعد تقریباً 9 بجے اجتماع کی دوسرے دن کی کارروائی کا آغاز ہوا تلاوت اور نظم کے بعد ایک تربیتی تقریر پیش کی گئی اور پھر مختلف مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والی لجنہ اور ناصرات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

اس اجتماع کے انعقاد کے سلسلہ میں ماہ جنوری میں خاکسار نے ریجنل صدر لجنہ کے ساتھ مل کر ریجن کی مختلف جماعتوں کے دورے کئے اور تمام ممبرات کو بھرپور تیاری کے ساتھ اجتماع میں شرکت کی دعوت دی اور اجتماع کے اخراجات کے سلسلہ میں مالی قربانی کی بھی تحریک کی جس میں تمام ممبرات نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل کھول کر حصہ لیا اور اجتماع کے اخراجات کے لئے تقریباً تین لاکھ فرانک سیفا مالیت کی رقم اکٹھی کی اللہ تعالیٰ ان تمام قربانی کرنے والی ممبرات کے اموال میں بے انتہا برکت دے۔ آمین

واگاڈوگو کے پانچویں ریجنل اجتماع میں مختلف جماعتوں سے تقریباً 118 لجنہ اور 83 ناصرات نے حصہ لیا یوں واگاڈوگو کی تمام مجالس سے 201 ممبرات نے شرکت کی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام شاملین کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے آمین۔ اجتماع کے اختتام پر ریجنل صدر لجنہ نے مختلف مقابلہ جات میں حصہ لینے والی لجنہ اور ناصرات کو مبارکباد دی اور اجتماع میں شمولیت پر ان کا شکریہ ادا کیا اور مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والی ممبرات میں انعامات تقسیم کئے جس کے بعد نیشنل صدر لجنہ کی نمائندہ نے اختتامی دعا کروائی جس کے بعد اجتماع اختتام پذیر ہوا ہم اپنے خدا کے اس فضل اور توفیق پر اس کے شکرگزار ہیں جس کے فضل اور توفیق سے واگاڈوگو ریجن کی لجنہ کو اس کامیاب اجتماع کے انعقاد کی توفیق ملی۔ الحمد للّٰہ علی ذالك

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

دعا کا تحفہ

درد کی دُعا

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جسم میں دردوں کی شکایت کی تو حضور نے یہ دَم سکھلایا کہ تین مرتبہ بِسمِ اللّٰہِ پڑھو کہ اللہ کے نام سے دُعا کرتا ہوں پھر سات مرتبہ یہ دُعا کرو:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ بِعِزَّتِہٖ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

(ابن ماجہ کتاب الطب)

ترجمہ: مَیں اللہ تعالیٰ، اُس کی عزت اور اُس کی قدرت کی پناہ کا طالب ہوں ہر اُس شرّ سے جو مَیں پاتا ہوں اور جس کا مجھے اندیشہ ہے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 147)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

بقیہ: رمضان میں اپنے جائزے لیں...... از صفحہ 5

حاصل نہیں ہو جاتا۔مقصد تبھی حاصل ہو گا جب ہم یہ دیکھیں، اپنا جائزہ لیں کہ ہم نے حاصل کیا کیا؟

اللہ تعالیٰ جو ان دنوں میں رمضان کے مہینہ میں ساتویں آسمان سے نچلے آسمان پہ آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ان دنوں میں اپنے بندوں کے قریب ہو کر ان کی دعائیں سنتا ہے۔

(الجامع لشعب الایمان الجزء الخامس حدیث 3394، 3334 مطبوعہ مکتبۃ الرشد ناشرون بیروت 2004ء)

اللہ تعالیٰ جو ان دنوں میں روزہ رکھنے والوں کی خود جزا بن جاتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ...الخ حدیث 7492)

اللہ تعالیٰ جو ان دنوں میں شیطان کو جکڑ دیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل شہر رمضان حدیث 2495)

ہم نے اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں اور اس کی رحمتوں سے فیض اٹھانے کے لئے کیا کیا یا کیا کیا عہد کئے ہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننے اور اس کی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے گزشتہ کوتاہیوں کو چھوڑنے کے لئے کیا عہد کئے ہیں اور کس حد تک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کی ہیں۔ پس یہ جائزے ہمیں اللہ تعالیٰ کے مستقل فضلوں کے حصول کی طرف توجہ دلانے والے اور اس وجہ سے اپنی حالتوں میں مستقل تبدیلی لانے کی کوشش، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہمیشہ جذب کرنے والا بنائے گی۔

(خطبات مسرور جلد 15 صفحہ 292-293 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 23/جون 2017ء)

فقہی کارنر

احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: محسن کے احسانات کی شکر گزاری کے اصول سے ناواقف جاہل ہمارے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد کہتے ہیں مگر ہمارا خدا بہتر جانتا ہے کہ ہم دنیا میں کسی انسان کی خوشامد کر سکتے ہی نہیں۔ یہ قوت ہی ہم میں نہیں ہے۔ ہاں احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے اور محسن کشی اور غداری کا ناپاک مادہ اس نے اپنے فضل سے ہم میں نہیں رکھا۔ ہم گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کی قدر کرتے ہیں اور اس کو خدا کا فضل سمجھتے ہیں کہ اس نے ایک عادل گورنمنٹ کو سکھوں کے پُر جفا زمانہ سے نجات دلانے کے ہم پر حکومت کرنے کو کئی ہزار کوس سے بھیج دیا۔ اگر اس سلطنت کا وجود نہ ہوتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ ہم اس قسم کے اعتراضوں کی بابت ذرا بھی سوچ نہ سکتے، چہ جائیکہ ہم ان کا جواب دے سکتے۔

اب ہم ان اعتراضوں کا جواب بڑی آزادی سے دے سکتے ہیں۔ پھر ہم اگر اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی قدر نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ بڑے ناقدر شناس اور ناشکر گزار ہوں گے۔ ہم کو غور اور فکر کا موقع ملا، دعاؤں کا موقع ملا اور اس طرح پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ابواب ہم پر کھولے۔ اگرچہ مبدءِ فیض وہی ہے لیکن انسان اپنے میں ایک شے قابل بناتا ہے۔ اس پر بلحاظ اس کی استعداد اور ظرف کے فیض ملتا ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اس تقریب کی وجہ سے ہندوستان اور پنجاب کے رہنے والے جوہر قابل بن رہے ہیں اور ان کی علمی طاقتیں بھی ترقی کر رہی ہیں۔

اس زمانہ کا ہتھیار قلم ہے

مختصر یہ کہ مقام دارالحرب ہے پادریوں کے مقابلہ میں۔ اس لئے ہم کو چاہئے کہ ہرگز بے کار نہ بیٹھیں۔ مگر یاد رکھو کہ ہماری حرب ان کے ہم رنگ ہو۔جس قسم کے ہتھیار لے کر میدان میں وہ آئے ہیں، اسی طرز کے ہتھیار ہم کو لے کر نکلنا چاہیے اور وہ ہتھیار ہے قلم۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا۔ اس میں یہی سِرّ ہے کہ یہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔

(ملفوظات جلد اول 2016 ایڈیشن صفحہ 213-214)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

شجرکاری کی تحریک

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہتمم وقار عمل خدام الاحمدیہ امریکہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ایسے خدام کو Climate change کے اثرات کا صحیح طرح ادراک نہیں ہے۔ یہاں امریکہ میں تو وسیع و عریض زمین ہے۔ کہیں بھی جا کر درخت لگا سکتے ہیں۔ ہر خادم کو چاہیے کہ وہ سال میں تین سے دس درخت لگائے۔ اس طرح آپ لوگ 12 ہزار سے لے کر چالیس ہزار تک درخت ایک سال میں لگا سکتے ہیں اور شجرکاری میں یہ آپ کی طرف سے اچھا خاصا حصہ ہو گا۔حکومت بھی اس کو سراہے گی آپ Forest Department سے بھی اس حوالہ سے معلومات لے سکتے ہیں۔ اسی طرح مشن ہاؤس کے قریب بھی جہاں جہاں جگہیں ہیں وہاں درخت لگانے چاہئیں۔

(دورہ امریکہ 2022ء رپورٹ: مکرم عبد الماجد طاہر قسط 19 حصہ اوّل صفحہ 5)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

طلوع و غروب آفتاب

17/ مارچ 2023ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:12	18:30
مدینہ منورہ	05:11	18:31
قادیان	05:16	18:37
ربوہ	04:56	18:17
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:44	18:10